﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 19/فروری 2010ء | 04/ربیع الاوّل 1431 ہجری قمری ❁ 19/تبلیغ 1389 ہجری شمسی | شمارہ 08

مبشر اولاد

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

’’خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے مبارک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا‘‘۔

’’اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے‘‘۔

(اشتہار 20/فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واتمّ ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے‘‘۔ (اشتہار 22/مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

’’صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے‘‘۔ (اشتہار 8/اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

ایک عظیم الشان پیشگوئی

اور

اس کا ایمان افروز ظہور

(عطاء المجیب راشد ۔ امام مسجد فضل ۔ لندن)

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت جاری ہے کہ جب بھی وہ دنیا میں کوئی رسول یا نبی بھیجتا ہے تو اپنے فرستادہ کی صداقت ظاہر کرنے کی خاطر اسے آسمانی نشانات سے نوازتا ہے۔ یہ آسمانی نشانات اور پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بھی ثابت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی صداقت اور سچائی پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

ہمارے اس زمانہ میں جو امت محمدیہ کا دور آخرین ہے اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے روحانی فرزند جلیل، سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو احیائے اسلام کی خاطر، ایک امتی نبی کے طور پر، امام مہدی اور مسیح موعود کا منصب عطا فرما کر مبعوث فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد حبیبِ خدا ﷺ کے لائے ہوئے محبوب دین، دینِ اسلام کو سب دینوں پر غالب کرنا ہے۔ اس عظیم مقصد کی خاطر آپ نے ساری زندگی وقف کئے رکھی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی جو آپ کے مشن کو لے کر اکناف عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں عظمتِ اسلام کا علَم لہرا رہا ہے اور شش جہات میں لوگوں کے دل اسلام کی خاطر جیتے جا رہے ہیں۔ احیائے اسلام کے ایک بابرکت دور کا آغاز ہو چکا ہے جس کا اختتام عالمگیر غلبۂ اسلام کی صورت میں مقدر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے بکثرت ایسی پیشگوئیاں بطور نشان عطا فرمائیں جو اپنے وقت پر بڑی شان سے پوری ہوئیں اور آپ کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو 1882ء میں ماموریتِ کے الہام سے مشرف فرمایا۔ آپ نے خدمتِ اسلام کا علَم اس شان سے بلند فرمایا کہ آپ کی خدمات کی بازگشت برصغیر سے نکل کر یورپ اور امریکہ میں بھی سنائی دینے لگی۔ آپ نے ساری دنیا کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور صداقتِ اسلام کے نشانات اس غلامِ احمد کے ذریعہ مشاہدہ کریں جس کو خدا تعالیٰ نے مقامِ ماموریت سے نوازا ہے۔ قادیان کے رہنے والے غیر مسلموں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ باقی دنیا کے لئے نشان نمائی کا اعلان فرما رہے ہیں۔ ہم جو آپ کے پڑوس میں رہتے ہیں ہمارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان دکھلایا جائے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس مخلصانہ درخواست کو قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور تخلیہ میں خصوصی دعاؤں کے لئے سوجان پور جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مرحلہ پر الہاماً آپ کو بتایا گیا کہ تیری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ 1886 کے شروع میں آپ اس عظیم روحانی مجاہدہ کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

قریباً 40 روز کی گریہ وزاری کا شیریں پھل رحمت الٰہی نے آپ کی جھولی میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو بشارت دی کہ:

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا"۔

جس نشانِ رحمت کی نوید آپ کو سنائی گئی اس کے بارہ میں الہامی الفاظ یہ تھے۔

"قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام"۔

جو نشان آپ کو عطا کیا جانے والا تھا اس کی عظمت کا ذکر کرنے کے بعد اس کے عظیم الشان مقاصد اور برکات کا بھی اس الہام میں ذکر ملتا ہے۔

"خدا نے یہ کہا کہ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

(اشتہار 20/ فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 101-102)

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کی مظہر، اس عظیم الشان پیشگوئی میں آپ کو دو بیٹوں کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی۔ ایک بیٹا تو مہمان کے طور پر تھا جو ولادت کے بعد جلد ہی دنیا سے رخصت ہونے والا تھا جبکہ دوسرا بیٹا لمبی عمر پانے والا، اور غیر معمولی صفات کا حامل اور خارقِ عادت کارہائے نمایاں سرانجام دینے والا بابرکت وجود تھا۔

20/فروری 1886ء کو شائع ہونے والی یہ عظیم المرتبت پیشگوئی ہر لحاظ سے خدائے قادر کی قدرت اور جلال کی آئینہ دار ہے۔ پیشگوئی کے وقت حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی عمر اکاون سال ہو چکی تھی۔ کون جانتا ہے کہ اس کی زندگی کتنی لمبی ہوگی۔ یہ حتمی وعدہ دیا گیا کہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ رہے گا اور اس کی بیوی بھی زندگی پائے گی۔ پھر اولاد ہونے کا کون ضامن ہے؟ اولاد ہو بھی تو بیٹا ہوگا یا بیٹی، کون اس کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اگر بیٹا بھی ہو تو کسے معلوم کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں۔ اور اگر وہ زندہ رہے تو کن صفات کا حامل ہوگا۔ اور زندگی میں کیا کرے گا؟ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں کوئی انسان بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ سب باتیں غیب کے پردوں میں چھپی ہوتی ہیں۔ عالم الغیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں وہ شخص بتا سکتا ہے جس کو خدائے ذوالجلال نے اس کا علم دیا ہو۔

دنیا کے مادہ پرست لوگوں نے اور تاریکی کے فرزندوں نے جب یہ حتمی اعلانات سنے تو اپنی جہالت سے بدزبانی پر اتر آئے۔ خدا کی بتائی ہوئی باتوں پر پھبتیاں کسنے لگے اور ہر ہر بات کو تمسخر کا نشانہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے بھی عجیب رنگ دکھایا۔

پیشگوئی کے چند ماہ بعد آپ کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ مخالفین جھٹ بول پڑے کہ پیشگوئی غلط ہو گئی۔ ابھی ان کا مزید امتحان مقصود تھا۔ اگلے سال آپ کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی لیکن وہ پندرہ ماہ بعد وفات پا گیا۔ مخالفین نے ایک بار پھر شادیانے بجائے کہ خدا کی بات اور آپ کی بتائی ہوئی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ لیکن نہیں۔ کون ہے جو خدا کی بات کو جھوٹا کر سکے اور کون ہے جو خدائی تقدیر کے راستہ میں کھڑا ہو سکے؟ مخالفین کی ان تعلّیوں کے جواب میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کامل یقین، جلال اور تحدی سے فرمایا کہ فرزند موعود خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

چنانچہ وہی ہوا جو ازل سے مقدر تھا۔ پیشگوئی میں پہلے روز سے بتائی گئی نو سالہ مدت کے اندر 12 جنوری 1889ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایک فرزند عطا فرما دیا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا مَیں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فرزند موعود کی ولادت کا ذکر اسی روز ایک اشتہار کے ذریعہ کر دیا۔ عجیب تصرف الٰہی دیکھئے کہ یہ اعلانِ ولادت اسی اشتہار "تکمیل تبلیغ" میں شائع کیا گیا جس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے لئے دس بنیادی شرائط بیعت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ حسنِ توارد بھی مصلح موعود سے متعلق اس پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

فرزند موعود جس کا پورا نام صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہے۔ پیشگوئی کے عین مطابق پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پچاس سے زائد صفات کا حامل ہوا جن کا ذکر پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

"وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا...... دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الاوّلِ والْاٰخِر مَظْھَرُ الحق والعُلَاء۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیاً"۔

(اشتہار 20/ فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 101-102)

اس پیشگوئی میں مذکور ایک ایک بات اپنی ذات میں ایک عظیم پیشگوئی ہے۔ ایک ایک صفت ایسی ہے کہ جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ عظمت و شوکت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ پھر اس موعود فرزند کی عظمت کا اندازہ کیجئے جو ان سب صفات کا مصداق بننے والا تھا۔ دنیا کی نظر میں تو شاید ان اوصافِ عالیہ کا ایک فردِ واحد میں اجتماع قطعاً ناممکن بات ہو لیکن یہ اس قادر و توانا، رب ذی الجلال والاکرام کا کلام اور اس کی پیشگوئی تھی جس کے آگے کوئی بات انہونی اور مشکل نہیں۔ خدا نے جو چاہا وہ بالآخر ہو کر رہا۔

ناممکن اور نامساعد حالات کے باوجود یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں۔ دنیا نے دیکھا، اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن سب اس بات کے زندہ گواہ بنے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس گھر میں پیدا ہونے والا فرزند موعود، مصلح موعود کے طور پر مطلَع عالم پر بڑی شان سے ابھرا۔ جو صفات اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں بتائی گئی تھیں وہ ان سب کا مصداق ثابت ہوا۔ خدا کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر رہا۔ وہ جلد جلد بڑھا اور پیشگوئی میں مذکور ہر ایک بات کو پورا کرتے ہوئے فائز المرام اس دنیا سے رخصت ہوا، اس عظمتِ شان کے ساتھ کہ اس کا نیک تذکرہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا کہ وہ خدائے رحمان کا ایک عظیم نشان تھا اور ظاہر ہے کہ خدائی نشانوں کی عظمت کبھی ماند نہیں پڑتی۔

اس اجمالی ذکر کے بعد آیئے ذرا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے قدم بقدم چل کر دیکھیں کہ اس مقدس وجود نے کن رفعتوں کو چھوا، کون سے کارہائے نمایاں سرانجام دئے اور کس طرح خدمت دین کے لئے اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ قربان کر دیا۔

26 مئی 1908ء کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا وصال ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ، آپؑ کے بچوں میں سب سے بڑے تھے۔ اچانک اس عظیم خلا سے گھریلو اور خاندانی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ پر جو بوجھ آن پڑا اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس ذاتی صدمہ سے بڑھ کر آپ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے لائے ہوئے مشن کو خدانخواستہ کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ایسے نازک اور درد بھرے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے، جو اس وقت انیس سال کے تھے، حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ:

"اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا، تو مَیں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔"

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 560)

یہ وقتی اور جذباتی اظہار نہ تھا، ایک سچا اور قطعی پیمانِ وفا تھا جس کو آپؓ نے ہر آن یاد رکھا اور خوب خوب نبھایا۔

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

حضرت مصلح موعودؓ نے جوانی کی حدود میں قدم رکھتے ہی خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ یہ مبارک جہاد آپ کی ساری زندگی پر پھیلا نظر آتا ہے۔ 1906ء میں سترہ سال کی عمر میں آپ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر مقرر ہوئے اور اسی سال آپ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر پہلی بار تقریر کی۔ 1910ء میں خلافت اولیٰ کے دور میں پہلی بار خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 1912ء میں آپؓ نے بلاد عربیہ کا سفر فرمایا۔ اس سفر کے دوران آپؓ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور شریفِ مکہ سے بھی ملاقات کی۔ اس سفر میں آپؓ مصر بھی تشریف لے گئے۔ اسی طرح آپ نے اٹلی میں وزیر اعظم مسولینی سے بھی ملاقات کی۔

1913ء میں آپؓ کو جماعت کی ایک عظیم اور پائیدار خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ آپؓ کے ہاتھوں اخبار الفضل کا اجراء ہوا۔ جماعت کا یہ نقیب آج بھی بڑی شان سے جاری ہے۔ ربوہ کے علاوہ لندن سے اس کا انٹرنیشنل ایڈیشن بھی شائع ہوتا ہے۔ الفضل اخبار نے جماعتی تربیت اور خاص طور پر خلیفہ وقت کے ارشادات ساری دنیا میں پھیلانے کے سلسلہ میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔

1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی وفات ہوئی تو خلافت کی ذمہ داری حضرت مصلح موعودؓ کے سپرد ہوئی۔ جماعت کی غالب اکثریت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ دنیا کی نظر میں ایک کم عمر، نوجوان، ناتجربہ کار اور دنیوی اعتبار سے علمی لیاقت نہ رکھنے والے کے کندھوں پر

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر81

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے
بعض مخلص عرب
(6)

گذشتہ قسط میں ہم نے مکرم تمیم ابودقہ صاحب آف اردن کی زبانی انکی زندگی کے بعض حالات اور قبول احمدیت کے واقعہ کا تذکرہ کیا تھا اب اس قسط میں چند مزید اہم تاریخی واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے تو میری ملاقات نہ ہوسکی۔لیکن آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت پر پھر احسان فرما کر خلافت خامسہ کے بابرکت عہد کی صورت میں عظیم الشان نعمت نازل فرمائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پہلی ملاقات کی کہانی بھی بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔خلافت خامسہ کے انتخاب کے بعد میری محمد شریف عودہ صاحب سے اکثر بات ہوتی رہتی تھی کہ ہمیں ایم ٹی اے پر ایک لائیو عربی پروگرام شروع کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص اجازت اور ہدایت کے مطابق اگست 2005ء میں پہلا پروگرام شروع ہوا،اس وقت اس کا نام الحوار المباشر نہ تھا بلکہ اس کا فارمیٹ یہ تھا کہ محمد شریف صاحب کسی دوست کو بطور مہمان بلاتے تھے اور لائیو فون کالز لیتے تھے۔اس پروگرام کی ابتدا کے ساتھ ہی شریف صاحب نے مجھے کہہ دیا تھا کہ مَیں ویزہ کے لئے کوشش کروں اور ذہنی طور پر کسی پروگرام میں بطور مہمان شامل ہونے کے لئے تیار رہوں۔مَیں نے ویزہ کے لئے کارروائی شروع کر دی تھی اور ابھی ویزہ ملنے کا انتظار ہی کر رہا تھا کہ شریف صاحب نے کہا کہ اس ماہ یعنی مارچ 2006ء کے پروگرام میں ویزہ ملنے کی صورت میں وہ مجھے بطور مہمان بلائیں گے۔لیکن چونکہ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے عیسائیت کے ردّ میں پروگراموں کا سلسلہ ’’أجوبۃعَنِ الإیمان‘‘ ایم ٹی اے پر چلایا جا چکا ہے اس لئے اس ماہ یہ طے پایا کہ ان پروگراموں کے بارہ میں مزید آگاہی کے لئے مصطفیٰ ثابت صاحب کو مہمان کے طور پر بلایا جائے۔ یہ پہلا پروگرام تھا جس نے الحوار المباشر کے نام سے نشر ہونا تھا۔ مجھے الحمدللہ ویزہ مل گیا اور ادھر پروگرام میں شرکت کے لئے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب اور محمد شریف عودہ صاحب بھی لندن پہنچ گئے۔اس دوران مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے بڑی عجلت میں لندن جانا پڑا ہے اور وہاں جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی ہے۔ملاقات کے دوران میں اپنا تعارف کروانے کی کوشش کرتا ہوں تو حضور انور فرماتے ہیں I know you۔مَیں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ شاید اس میں اگلے ماہ حضور انور سے میری ملاقات ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔اس ماہ کا پروگرام شروع ہونے سے ایک دن قبل مجھے محمد شریف صاحب نے فون کیا، ان کی آواز سے پریشانی نمایاں تھی انہوں نے مجھے بتایا کہ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب شدید بیمار ہو گئے ہیں اور پروگرام میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ہم ابھی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر مصطفیٰ ثابت صاحب کی جگہ آپ کو شامل کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور حضور انور سے منظوری کی صورت میں آپ کو ابھی سفر کے لئے نکلنا ہوگا، اس لئے آپ اپنی تیاری مکمل کرلیں تا کہ منظوری ہوتے ہی وہاں سے چل پڑیں۔مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ ایک تو یہ میرا پہلا لائیو پروگرام ہوگا، پھر یہ پروگرام اس موضوع کے بارہ میں نہیں ہوگا جس کی مَیں نے تیاری کی ہے بلکہ کسی ایسے موضوع کے بارہ میں ہوگا جس کا ابھی تک مجھے علم ہی نہیں ہے، نہ جانے وہاں کیا

مکرم تمیم ابودقہ صاحب

صورتحال پیدا ہوجائے۔ بہر حال ان سب سوچوں اور سوالوں کا میرے پاس ایک ہی جواب تھا کہ تمہارا کام لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوجانا ہے۔ باقی یہ خدا کے کام ہیں وہ خود ہی ساری کمی پوری فرمادے گا۔ بہر حال حضور انور کی منظوری سے مَیں اردن سے ٹکٹ خرید کر لندن کے لئے عازم سفر ہوا، اور پروگرام شروع ہونے سے صرف دو گھنٹے قبل لندن میں مکرم شریف صاحب کے پاس پہنچ گیا۔لندن پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مصطفیٰ ثابت صاحب کی صحت بہتر ہوگئی ہے اور وہ اب اس پروگرام میں شامل ہوسکیں گے۔ چنانچہ حضور انور کی ہدایت اور منظوری سے الحوار المباشر کے نام سے شروع ہونے والے اس پہلے پروگرام کا شروع سے ہی یہ فارمیٹ بن گیا کہ محمد شریف عودہ صاحب اس کے میزبان ہوں اور دو عرب دوستوں کے ساتھ عربک ڈیسک سے ایک ممبر شریک ہوا کریں۔ یہ پروگرام بہت اچھا اور کامیاب رہا۔ پروگرام کے اختتام پر حضور انور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو مَیں نے عرض کیا: حضور میرا نام تمیم ابودقہ ہے۔ ابھی میں نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا تھا کہ حضور نے فرمایا: I know you۔مَیں نے عرض کیا کہ سیدی مَیں بعینہٖ یہ منظر اور یہ کلمات آنے سے قبل خواب میں بھی دیکھ اور سن چکا ہوں۔ فالحمدللہ ثم الحمدللہ۔

لائیو عربی پروگرام کا نام ’’الحوار المباشر‘‘

جب یہ لائیو پروگرام شروع ہوا تو اس کا کوئی نام نہ تھا۔ بعدازاں کوئی مناسب نام تجویز کرنے کی بات زیرغور آئی تو کئی نام پیش ہوئے۔ اور یہ میری خوش بختی ہے کہ حضور انور کی طرف سے میرے تجویز کردہ نام ’’الحوار المباشر‘‘ ہی کی منظوری ہوئی۔

علاوہ ازیں ’’ایم ٹی اے العربیہ 3‘‘ کا ایک شعار ’’نبض الإسلام الأصیل‘‘ بھی الحمدللہ میری ہی تجویز ہے۔

ایم ٹی اے العربیہ3

ایم ٹی اے العربیہ3 کے اجراء سے قبل ایم ٹی اے پر عربک سروس کے لئے تقریباً دو گھنٹے کی ٹرانسمیشن ہوتی تھی۔ ایک دن مَیں نے مکرم منیر عودہ صاحب سے ذکر کیا کہ عربک سروس کے لئے علیحدہ چینل کھولنے کا کیا امکان ہوسکتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسا کرنا ممکن ہے۔ چنانچہ جب حضور انور کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو حضور نے فوراً ارشاد فرمایا کہ اس بارہ میں پوری تحقیق کے بعد مجھے رپورٹ دیں۔ یہ محض حضور انور کی دعائیں تھیں کہ جن کی برکت سے اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں علیحدہ عربی چینل کا اجراء ہوگیا۔ہم خود حیران تھے کہ اس سلسلہ میں کسی بھی انسانی کوشش کا اتنی جلدی نتیجہ نکلنا ناممکن تھا۔ یوں حضور انور کی خاص دعاؤں کے طفیل یہ روحانی مائدہ عربوں کے گھروں میں نازل ہونے لگا۔

ایم ٹی اے العربیہ3 نے جہاں دیگر عرب ممالک میں تہلکہ مچا دیا اور ایک کثیر تعداد جماعت کی طرف کھنچتی چلی آئی وہاں اردن میں بھی اس کے بابرکت ثمرات ظاہر ہونا شروع ہوئے جس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں جن کا مَیں خود گواہ ہوں۔

مقبول اور مقرون

ایک صاحب ڈاکٹر علی الزیادنہ جو عمان سے 250 کلومیٹر دور جنوب میں واقع ’’معان‘‘ نامی شہر کے باشندہ ہیں اور پیشہ کے اعتبار سے ڈینٹسٹ ہیں۔ان کا ہمارے ساتھ رابطہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہوا اور پھر متعدد بار عمان میں بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ہماری سب باتوں سے متفق ہیں لیکن خدا تعالیٰ سے دعا کررہے ہیں کہ فیصلہ کرنے میں ان کی مدد فرمائے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ایک اور دوست ادیب الرواشدہ صاحب کو بھی جماعت کے بارہ میں بتایا جو ایگریکلچرل انجینئر ہیں۔ ان دونوں دوستوں نے کتابوں اور لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا اور ہماری ویب سائٹ پر میسر آڈیو وڈیو مواد سے استفادہ کیا۔ ڈاکٹر الزیادنہ صاحب نے اپنے اس دوست کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ دعائے استخارہ دی جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو میرے بارہ میں کسی شک میں ہو اسے چاہئے کہ ان الفاظ میں ہر روز خدا تعالیٰ سے دعا کرے تو خدا تعالیٰ ضرور اس کی راہنمائی فرمادے گا۔اس دعا کا ایک حصہ یہ ہے کہ اے خدا مَیں تجھ سے غلام احمد بن مرتضی کے بارہ میں راہنمائی چاہتا ہوں کہ وہ تیرے حضور مقبول ہے یا مردود؟ نیز مجھے بتادے کہ وہ تیرے حضور مقرون ہے یا ملعون؟ ڈاکٹر صاحب نے اپنے دوست سے کہا کہ تم یہ دعا کرو اور مَیں سمجھوں گا کہ یہ استخارہ ہم دونوں کے لئے ہے۔اس انجینئر دوست نے اسی رات استخارہ کیا اور بکثرت درود شریف پڑھنے کے بعد انہی الفاظ میں دعا کرتے کرتے سوگئے تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ گویا ایک عظیم الشان نور کے سامنے کھڑے ہیں جہاں انہیں محسوس ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہیں اور اسی لمحے انہیں حضورؑ کی مذکورہ دعا کے الفاظ یاد آجاتے ہیں۔ چنانچہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ تیرے حضور مقبول ہے یا مردود؟ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا: ’’مقبول ہے‘‘۔ پھر سوال کیا کہ کیا وہ تیرے حضور مقرون ہیں یا ملعون؟ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’مقرون ہے‘‘ (یعنی خدا اس کے ساتھ اور وہ خدا کے ساتھ ہے)۔ پھر خدا تعالیٰ نے انہیں سوال دوہرانے کو کہا اور جب انہوں نے دونوں سوال دہرائے تو دوبارہ وہی جواب سنا۔

یوں دو دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب دینے میں بھی دونوں دوستوں کو علیحدہ علیحدہ جواب ملنے کی نوید تھی۔

احمدیوں کی انگوٹھی

اس ڈینٹسٹ دوست علی الزیادنہ صاحب کی بیوی شروق الغنیمین صاحبہ مولویوں کے پاس پڑھی تھی اور ابھی تک جماعت میں داخل ہونے کیلئے مطمئن نہ تھی۔ایک دن جب یہ دوست صبح اپنی کلینک کو جا رہے تھے ان کی بیگم صاحبہ نے انہیں شادی کی انگوٹھی پہننے کو دی تو ڈاکٹر صاحب کو وہ انگوٹھی یاد آگئی جو اکثر احمدیوں نے پہنی ہوتی ہے، لہذا انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ احمدی جو انگوٹھی پہنتے ہیں اس پر ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ لکھا ہوتا ہے۔وہ یہ سن کر بہت متعجب ہوئیں اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر زاروقطار رونے لگ گئیں۔ پھر بتایا کہ سات سال قبل جب وہ یونیورسٹی میں تھیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے ایک انگوٹھی پہنی ہے جس پر ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے فون کیا اور یہ سارا واقعہ بتایا۔ اس پر مَیں نے اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا اور ان دونوں دوستوں (ڈاکٹر صاحب اور انجینئر صاحب) سے ملاقات کی۔ انجینئر ادیب الرواشدہ کی اہلیہ نے میری بیگم کو بتایا کہ کئی سال پہلے انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف دیکھ رہی ہیں جن کا قد ایک بڑی عمارت کے برابر ہے اور وہ لوگوں سے کہہ رہی تھیں کہ دیکھو یہ مسیح ہیں لیکن لوگ ان کو نہیں دیکھ رہے تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سب نے ’’معان‘‘ میں 13 رمارچ 2008ء بروز جمعرات بیعت کر لی ہے۔ اور پہلی دفعہ اگلے ہی روز جمعہ کی نماز بھی ادا کی ہے۔ یہ احباب بفضلہ تعالیٰ آج تک بڑے اخلاص کے ساتھ جماعت کے ساتھ منسلک ہیں۔

......اور شفا ہوگئی

کچھ عرصہ قبل اردن کی ایک مسجد کے امام نے جماعت سے رابطہ کیا۔ان کی ریڑھ کی ہڈی کے کچھ مہرے ہل گئے تھے جس کی وجہ سے ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا تھا۔ وہ چل پھر نہ سکتے تھے اس لئے سارا دن چارپائی پر لیٹے ٹی وی دیکھتے رہتے یا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

مختلف ٹی وی چینلز بدلتے بدلتے اتفاق سے انہیں ہمارا چینل مل گیا جس کے پروگرامز سے یہ بہت متاثر ہوئے۔ استخارہ کیا اور خدا تعالیٰ سے یہ نشان مانگا کہ اگر یہ جماعت سچی ہے تو مجھے کامل شفا ہوجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہیں شفا ہوگئی جس کے بعد انہوں نے جماعت سے رابطہ کر کے کتابیں بھی لیں اور بڑی پسندیدگی کا اظہار کیا، آخر کار بیعت کی سعادت پائی ہے۔ یہ دوست ابھی تک مسجد کے امام ہیں اور اپنے خطب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب سے کئی مضامین لے کر لوگوں کو سناتے ہیں۔

ایک اور امام مسجد کی بیعت

اردن کے ہی ایک اور مولوی فخری جرادات صاحب

کو بھی اتفاق سے ہمارا چینل مل گیا اور بہت پسند آیا اور انہوں نے خطبات جمعہ میں جماعتی عقائد خصوصاً وفات مسیح کا مسئلہ بیان کرنا شروع کر دیا اور اپنے کچھ عزیزوں سے جماعتی عقائد سے پسندیدگی کا ذکر بھی کر دیا۔ اس وجہ سے ان کے خلاف محاذ کھڑا ہو گیا اور ان کو اس مسجد کی امامت سے برطرف کر دیا گیا جو انہوں نے خود بنائی تھی۔ انہیں دھمکیاں دی گئیں۔ جواب طلبی کی گئی۔ چونکہ اُس وقت تک انہوں نے بیعت نہ کی تھی اس لئے اس وقت تو انہوں نے احمدی ہونے کا انکار کر دیا، تاہم اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے بیعت کر لی ہے اور حق کو قبول کرنے پر بیحد خوشی کا اظہار کیا ہے۔

ایک ایمان افروز رؤیا

ایک اور شخص مکرم عمر البشارۃ صاحب (جو ریٹائرڈ پولیس افسر ہیں) نے بھی اردن میں جماعت سے رابطہ کیا انہوں نے بتایا کہ 20 سال قبل جب کہ ان کی عمر 28 سال تھی اور ان کو پولیس کے وفد کے ساتھ حج کی سعادت ملی تھی وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھی جو ابھی تک انہیں نہیں بھولی جس کی تفصیل بتاتے ہوئے انہوں نے کہا:

''مَیں نے دیکھا کہ مَیں اُس حُجرے میں ہوں جہاں آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک ہے، مَیں قبر سے غلاف اٹھا کر اندر دیکھنا چاہتا ہوں کہ اچانک قدموں کی طرف سے قبر کھلتی ہے اور مَیں اندر چلا جاتا ہوں۔ اندر آنحضور ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ سو رہے ہیں۔ اسی طرح مَیں نے ایک شخص کے ساتھ کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پاس کچھ برتن ہیں۔ وہ مجھے تعجب سے دیکھتے ہیں اور ان کا انچارج مجھے کہتا ہے کہ: تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ میری اس کے ساتھ گفتگو سے مجھے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص سال میں ایک دفعہ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کو غسل دیتا ہے۔

یہ خواب ان صاحب کے دل پر نقش ہو گئی پھر اچانک انہوں نے ایم ٹی اے دیکھا اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارہ میں انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ ہر سال ایک دفعہ حضور ﷺ کو غسل دیتا ہے۔ اس کے بعد خدا کے فضل سے انہوں نے بیعت کر لی۔

چاند آنگن میں اتر آیا

ایک صاحب اسامہ ابوالرب صاحب نے فون کیا اور جوش سے بتایا کہ وہ فوراً بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں اگلے ہی روز ان سے ملنے چلا گیا۔ انہوں نے مع افراد خانہ بڑے تپاک سے ہمارا استقبال کیا۔

یہ صاحب انتہا پسند جماعتوں کے ساتھ منسلک رہنے کی بناء پر کچھ عرصہ جیل میں بھی رہے، رہائی ملنے پر انہیں اصل اسلام کی طرف رجوع کا خیال آیا کیونکہ انہیں یہ ادراک ہو گیا تھا کہ ان جماعتوں کے پاس اصل اسلام نہیں ہے چنانچہ وہ ان سے الگ ہو گئے اور اپنی بیوی کے ساتھ مذہبی امور کے بارہ میں تبادلہ خیال کرنے لگے۔ ایک دن انہیں ایم ٹی اے العربیہ مل گیا اور جب پروگرام دیکھنے شروع کئے تو ان کے ذہن میں جو بھی سوال پیدا ہوتا کسی نہ کسی پروگرام میں اس کا جواب مل جاتا۔ چنانچہ انہوں نے گھر والوں کے ساتھ ایم ٹی اے مزید باقاعدگی سے دیکھنا شروع کر دیا۔ پھر انہیں کچھ واضح خوابیں آئیں۔ ایک خواب میں انہوں نے اپنے والد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کوٹ جیسا کوٹ پہنے دیکھا۔ ان کے والد صاحب نے خواب میں انہیں جماعت میں شمولیت اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ اس پر ان کی تسلی ہو گئی اور انہوں نے میرا فون نمبر حاصل کر کے جماعت میں شمولیت کی خواہش سے آگاہ کیا۔

اور جس رات انہوں نے مجھے فون کیا اسی رات ان کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر چاند چمک رہا ہے پھر دیکھا کہ وہ زمین پر اتر رہا ہے تو اس نے اپنے خاوند بچوں اور دیگر اہل خانہ کو بلا کر کہا کہ چاند کو کسی طرح کھینچ کر اپنے آنگن میں اتار لیں۔ چنانچہ انہوں نے رسیوں سے پکڑ کر اسے اپنے گھر میں اتار لیا اور سب گھر والے اس بات پر بہت خوشی کے گیت گانے لگے۔

ایک نکتۂ معرفت

اس خاندان میں جماعت کی عجیب محبت دیکھنے کو ملی۔ جب انہوں نے بیعت فارم پر کیا تو ان کے چھ سالہ بیٹے نے کہا کہ میرا نام بھی درج کریں اور پھر پندرہ سالہ بیٹی نے بتایا کہ ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت سے زیادہ محبت کرنی چاہئے۔ وہ حضور کی ناصرات کے ساتھ کلاسوں کو باقاعدگی کے ساتھ دیکھتی ہے اور یہ گمان کرتی ہے کہ وہ حضور کی مجلس میں موجود ہے حالانکہ اسے کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔ پھر اس بچی کے بارہ میں اس کے والد نے بتایا کہ یہ کہتی ہے کہ اسے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی نشان دکھائے۔ یہ لوگ یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ ان کے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت پیدا کر دے کیونکہ اگر نشانات دیکھ کر بھی ان کے دل میں حضور کی محبت پیدا نہ ہوئی (اور ایمان نصیب نہ ہوا) تو ان کا انجام ہلاکت ہے۔

مَیں اس بچی کی حکمت سے بہت متعجب ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ حکمت کی بات اس چھوٹی سی بچی کو سمجھا دی کیونکہ بہت سے لوگوں نے بڑے بڑے نشانات دیکھے لیکن ان کے دلوں میں جماعت کی سچی محبت پیدا نہیں ہوئی اور انہیں خلافت کی بیعت کی توفیق نہیں ملی۔

دستی بیعت

اردن کے ایک دوست جن کا نام حسنی العمری ہے اور عمر 70 سال ہے اور چالیس سال سے برطانیہ میں رہ رہے ہیں۔ ان کا تعلق حضرت عمر کی نسل سے ہے اسی لئے ان کے خاندان نے اپنے ساتھ العمری لگایا ہے۔ یہ دوست طیارہ سازی کی مختلف کمپنیوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ ایک دن مجھ سے ملنے آئے اور بتایا کہ کچھ عرصہ سے ایم ٹی اے دیکھ رہے تھے جو انہیں بہت پسند آیا۔ چند ماہ قبل استخارہ کیا تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور پاس جا کر بیعت کی غرض سے اپنا ہاتھ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور نے دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ تھام لیا اور بیعت کا مفہوم، جماعت کے ساتھ وابستگی اور دیگر نصائح کرنے لگے۔ اسی دوران انہوں نے خواب میں ہی میری تصویر دیکھی اور دل میں ڈالا گیا کہ بیعت سے پہلے مجھ سے رابطہ کریں۔ چنانچہ مَیں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے ان کی دستی بیعت کی درخواست کو قبول فرما لیا اور یوں تین ماہ قبل مسجد فضل میں ان کی دستی بیعت ہو گئی اور ان کی خواب بھی پوری ہو گئی۔

حادثہ میں معجزانہ حفاظت الٰہی

ایک سال قبل کچھ نومبائع دوست شام کے وقت میرے گھر تشریف لائے اور مختلف مسائل کے بارہ میں بات چیت ہوتی رہی۔ وہ جانے لگے تو مَیں اپنی گاڑی پر انہیں چھوڑنے چلا گیا۔ واپسی پر اکیلا گھر کی طرف آ رہا تھا تو تھکاوٹ اور نیند کی کمی کی وجہ سے ڈرائیونگ کے دوران ایک لمحے کے لئے میری آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں گاڑی اپنی پوری رفتار کے ساتھ سڑک کے کنارے نصب بجلی کے آہنی کھمبے سے جا ٹکرائی۔ حادثہ اتنا شدید تھا کہ گاڑی کا انجن کھمبے سے ٹکرا کر اندر کی طرف دھنس گیا اور میرے گھٹنے پر شدید ضرب لگی جس کی وجہ سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ مَیں اپنے ہوش وحواس میں ہی رہا اور اسی وقت وہاں ایک شخص بولا کہ مَیں ڈاکٹر ہوں۔ اسی طرح ایک اور شخص کی آواز سنائی دی کہ مَیں میل نرس ہوں۔ ان دونوں نے ابتدائی طبی امداد دی اور ایمبولنس کو بھی فون کر دیا۔ اسی وقت حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست ارسال کر دی گئی۔ حادثے کی نوعیت اور میری چوٹوں کی شدت کے پیش نظر عمومی خیال یہی تھا کہ شاید مجھے دوبارہ اپنے پاؤں پر چلنے کے لئے سال بھر کا عرصہ لگ جائے گا۔ لیکن حضور انور کی خاص دعاؤں کی برکت سے میں تین چار ماہ میں ہی میں چلنے لگا اور جب صحتیاب ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے شرف معانقہ عطا فرمایا اور فرمایا: الحمدللہ، الحمدللہ، الحمدللہ۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ کینیا (مشرقی افریقہ) کے

45ویں جلسہ سالانہ کا شاندار انعقاد

(رپورٹ: نعیم احمد محمود چیمہ ۔ امیر ومبلغ انچارج کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کینیا کا 45واں جلسہ سالانہ مورخہ 18 اور 19 دسمبر 2009ء بروز جمعہ و ہفتہ ہیڈ کواٹرز نیروبی میں جماعتی روایات کے مطابق بخیر وخوبی منعقد ہوا۔ الحمد لله ثمّ الحمد لله۔

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کا پہلا جلسہ سالانہ کینیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب وبابرکت رہا۔

مورخہ 18 ؍دسمبر بروز جمعۃ المبارک گیارہ بجے لوائے احمدیت اور کینیا کا قومی پرچم لہرایا گیا جس کے بعد جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔ مکرم ظفر اللہ خان صاحب نائب امیر کینیا نے تمام معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ارشادات سیّدنا حضرت مسیح موعود کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارہ میں معزز مہمانوں کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد اس عاجز نے ''آنحضور ﷺ بطور پیغمبر امن وصلح'' کے موضوع پر تقریر کی اور افتتاحی دعا کروائی۔

افتتاحی دعا کے بعد اس اجلاس میں شامل ہونے والے جن معزز مہمانوں نے جلسہ حاضرین سے خطاب کیا۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1)۔ کیتھولک چرچ کینیا کے سابق بشپ Bishop Ndingi Mwana Wa Zeki

2)۔ Ford Kenya سیاسی پارٹی کے نائب صدر دوم MR. Luande Oneko

3)۔ وزیر خارجہ کینیا کے سیاسی نمائندہ Mr. Mandu Mandu۔

4)۔ کینیا کے وزیر صحت نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت قبول کی تھی لیکن وہ بعض ضروری مصروفیات کے سبب تشریف نہ لا سکے لیکن انہوں نے ڈپٹی ڈائریکٹر آف میڈیکل سروسز Dr. Irunau کو اپنا پیغام دے کر بھیجا جس میں انہوں جماعت کی طبّی میدان میں خدمات کو سراہتے ہوئے خاص طور پر احمدیہ مسلم ہسپتال شیانڈا کا ذکر کیا۔ اور جماعت کو جلسہ سالانہ کی مبارک باد دیتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

مندرجہ بالا مہمانوں کے علاوہ کینیا میں کانگو کے سفیر کے نمائندہ Mr. Ali نے بھی جلسہ سالانہ کینیا کے انعقاد کی مبارک باد پیش کی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ افتتاحی اجلاس کے بعد معزز مہمانوں کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

ایک بجے جمعۃ المبارک ادا کیا گیا اور اس کے بعد شاملین جلسہ سالانہ کو کھانا پیش کیا گیا۔

دوپہر ساڑھے تین بجے جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس ہوا جس میں ڈپٹی وزیر مملکت برائے لینڈز Hon. Bifoli Wakoli تشریف لائے اور حاضرین جلسہ سے خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمات انسانیت کو سراہا اور بتایا کہ ان کا سیاسی حلقہ شیانڈا کے قریب ہے اور وہ چند روز قبل بذات خود احمدیہ ہسپتال شیانڈا دیکھنے گئے تھے اور انہوں نے اس کی تعمیر، خدمات وکارکردگی کو سراہا۔ انہوں نے جماعت کو رفاہی کاموں کے سلسلہ میں زمینوں کے حصول میں بھی مدد کا وعدہ کیا۔ خاکسار نے نائب وزیر مملکت برائے لینڈ کی خدمت میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا تحفہ پیش کیا۔ دوسرا اجلاس شام پانچ بجے تک جاری رہا۔

دوسرے دن لجنہ اماء اللہ کینیا کے اجلاس میں وزیر مملکت برائے سپیشل پروگرامز Hon Nomane Shabane مدعو تھیں لیکن وہ اپنی سرکاری مصروفیات کے سبب تشریف نہ لا سکیں اور انہوں نے اپنے پیغام Hon Amina Abdallah ممبر آف پارلیمنٹ کے ذریعہ بھجوایا۔ جو انہوں نے مستورات کے سامنے پیش کیا اور بعد ازاں انہوں نے مردوں کے اجلاس میں بھی جلسہ سالانہ کے انعقاد پر نیک تمناؤں کا پیغام دیا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس سال کی حاضری گزشتہ سال کی حاضری سے زیادہ تھی۔ اس سال جلسہ سالانہ کی کل حاضری 1900 سے زائد تھی۔ جس میں 150 غیر از جماعت مہمان تھے۔ امسال کل 142 جماعتوں سے نمائندگان نے جلسہ میں شمولیت کی۔

اس جلسہ میں کل چار اجلاس ہوئے جس میں مبلغین کرام اور دوسرے مقررین نے درج ذیل عناوین پر انگریزی وسواحیلی میں تقاریر کیں۔

'Five Basic Morals' , 'Muhammad in the Bible', 'Deliverance from the Cross',Death of Hadhrat Isa (as) from Holy Qur'an and Ahadees', 'Truthfulness of Hadhrat Masih Maud & Mahdi Ma'hud ', Blessings of Financial Sacrifice,Prophecies of Hadhrat Ahmad', 'Importance of Da'wat Ilallah.'

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ کی برکات سے تمام شاملین کو وافر حصہ عطا فرمائے اور اس کے شیریں ثمرات ظاہر ہوں۔

❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

کسی شخص پر خدا کا نور نہیں چمک سکتا جب تک آسمان سے وہ نور نازل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں آنحضرت ﷺ کے روحانی نور سے منور کیا وہاں ظاہری نور بھی عطا فرمایا تاکہ نیک فطرت ہر لحاظ سے اس نور سے فیضیاب ہوسکیں۔

یہ ظاہری نور بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دیا تھا کہ آپ نور مصطفوی میں ڈوب کر اپنے وجود کو کلیتًا اپنے آقا و مطاع کے جسمانی اور روحانی نور میں فنا کر چکے تھے تاکہ آپ کے نور میں بھی نور محمدیؐ نظر آئے۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاک اور نورانی وجود کے نہایت ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے فضل سے وہ نور عطا فرمائے جو اس کا حقیقی نور ہے۔ جو اس کے پیاروں سے محبت کرنے سے ملتا ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے طریقے اس زمانے کے امام نے نور محمدی سے حصہ پا کر ہمیں سکھائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 29رجنوری 2010ء بمطابق 29رصلح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خطبہ الہامیہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور فرمایا کُلُّ بَرَکَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّم ۔ (تذکرہ صفحہ 194 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی نبی کریم ﷺ نے تمہیں اپنی روحانیت کی تاثیر کے ذریعہ سکھایا اور اپنی رحمت کا فیض تیرے دل کے برتن میں ڈال دیا تا تجھے اپنے صحابہ میں داخل کریں اور تجھے اپنی برکت میں شریک کریں اور تا اللہ تعالیٰ کی خبر وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ اس کے فضل اور اس کے احسان سے پوری ہو۔

پس اس فیض نے آپؑ کو جہاں روحانی نور سے منور کیا وہاں ظاہری نور بھی عطا فرمایا تاکہ نیک فطرت ہر لحاظ سے اس نور سے فیضیاب ہوسکیں۔ کیونکہ آخرین کا امام ہونے کی وجہ سے صرف عام صحابہ کا نور آپ کو عطا نہیں ہوا تھا بلکہ اس سے بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے آقا کے حسن و احسان میں نظیر بنایا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:'' جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعودؑ کی صحابہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کی جماعت سے مشابہ ہے ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے۔(یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) وہ بھی ظلّی طور پر آنحضرت ﷺ سے مشابہت رکھتا ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے مہدئ موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہوگا''۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 307)

پس یہ مشابہت ضروری ہے تاکہ آقا کا جلوہ غلام میں بھی نظر آئے۔

آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن اور نور اور آپؑ کے شمائل کا کچھ ذکر کروں گا۔

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ آپؑ کے ظاہری حسن اور حُلیہ کو کس طرح دیکھتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ: ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے تمام حُلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپؑ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے۔ مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا۔ اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اُمّت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت، ہیبت اور استکبار نہ تھے بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی۔ ...... آپؑ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپؑ کے چہرے کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی تھی۔ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلاء مقدمات اور مصائب کے وقت آپؑ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپؑ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہوسکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہوسکتا''۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد اوّل روایت نمبر 447 صفحہ 410-411 مطبوعہ ربوہ)

آپؑ کے حسن کا، آپ کے نور کا کیا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے لیکن یہ ظاہری نور بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دیا تھا کہ آپ نور مصطفوی میں ڈوب کر اپنے وجود کو کلیتًا اپنے آقا و مطاع کے جسمانی اور روحانی نور میں فنا کر چکے تھے تاکہ آپ کے نور میں بھی نور محمدیؐ نظر آئے۔ اپنے ایک فارسی کلام میں آپ فرماتے ہیں ؎

وارث مصطفیٰ شدم بہ یقیں   شدہ رنگیں بہ رنگ یار حسیں

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477)

کہ میں یقیناً مصطفیٰ کا وارث اس حسین یار کے رنگ میں حسین ہو کر بن گیا ہوں۔

فرمایا ؎

لیک آئینہ ام ز ربِّ غنی   از پئے صورتِ مہِ مدنی

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 478)

لیکن رب غنی کی طرف سے آئینہ کی طرح ہوں اس مدنی چاند کی صورت دکھانے کے لئے۔

پس آپ کا اپنا تو کچھ نہ تھا۔ روح وجسم نور محمدی کا آئینہ دار تھا۔ عبادات میں، عادات میں، اخلاق میں غرض ہر چیز میں اپنے آقا و مطاع کے منہ کی طرف دیکھ کر اس کی پیروی کرتے تھے۔ اپنے اس پیارے مسیح ومہدی اور غلام صادق کے بارہ میں، اس کے مقام کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے بھی یوں فرمایا تھا کہ میرے اور میرے مہدی کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر 4324)

پس یہ مقام نبوت بھی آپ کو اس فنا کی وجہ سے ملا۔ یہ عشق ومحبت کی باتیں ہیں جو حسن واحسان میں اور مقام میں نظیر بناتی ہیں۔ لیکن انسان کامل ایک ہی تھا جو صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے بھی اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے کہ ؎

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

کوئی احمدی ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر ہے۔ یہ الزام جماعت پر، احمدیوں پر آئے دن لگتے رہتے ہیں لیکن اصل میں احمدی ہی ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کے مقام کا، آپؐ کے نور کا صحیح فہم وادراک ہے۔

آقا و غلام کے تعلق کے بارہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ ایک روایت میں فرماتے ہیں۔ انہوں نے ایک رؤیا دیکھی۔ کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت میں ایک دفعہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاکسار تینوں ایک جگہ کھڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک سورج کی طرح تاباں ہے (روشن ہے) اور آپؐ مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن ہے۔ اور آپ مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے ہیں۔ اور (کہتے ہیں کہ) خاکسار ان دونوں مقدس ہستیوں کے درمیان میں کھڑا ہے۔ ان کے روشن چہروں کو دیکھ رہا ہے اور اپنی خوش بختی اور سعادت پر نازاں ہو کر یہ فقرہ کہہ رہا ہے کہ "ہم کس قدر خوش نصیب اور بلند بخت ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی پایا اور حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کو بھی پالیا"۔ (کہتے ہیں کہ) اُس وقت جب مَیں نے ان دونوں مقدسوں کے چہروں کی طرف نگاہ کی تو مجھے ایسا نظر آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ مبارک آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کے نور سے منور رہا ہے۔ (پھر کہتے ہیں کہ) اس رؤیا کے بعد جب مَیں دوسری رات سویا تو خواب میں مجھے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ ملے اور فرمایا کہ "آپ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ آپ نے امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے"۔ پھر فرمایا کہ "میری طرف سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حضور السلام عرض کر دینا"۔ (کہتے ہیں کہ) مَیں اُن دنوں اپنے وطن موضع راجیکی میں مقیم تھا۔ اس وقت جماعت کا نام احمدی نہ رکھا گیا تھا۔ مَیں جب صبح بیدار ہوا تو حضرت شیخ سعدیؒ کی خواہش کے مطابق ایک عریضہ (ایک خط) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھ کر آپ کا تحفۂ سلام (یعنی شیخ سعدی کا سلام) حضورؑ کی خدمت میں عرض کر دیا اور اپنی رؤیا بھی بیان کر دی۔ اس کے چند روز بعد (کہتے ہیں) مجھے پھر رؤیا میں حضرت شیخ صاحبؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے سلام پہنچانے پر بہت ہی مسرت کا اظہار کیا اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب دے کر فرمایا کہ یہ بطور ہدیہ ہے۔ جب مَیں نے اس رسالہ کو دیکھا تو اس کے سرورق پر نام "سراج الاسرار" لکھا ہوا تھا۔

(حیات قدسی صفحہ 436-437 مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک روایت حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ (ایک خاتون) امۃ الرحمٰن بنت قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مرزا فضل احمد صاحب مرحوم کی وفات کی خبر آئی (یہ آپ کے پہلے دو بیٹوں میں سے چھوٹے بیٹے تھے۔) تو مغرب کا وقت تھا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس وقت سے لے کر قریباً عشاء کی نماز تک ٹہلتے رہے۔ حضور علیہ السلام جب ٹہلتے تو چہرہ مبارک حضور کا اس طرح ہوتا کہ گویا بشرہ مبارک سے چمک ظاہر ہوتی ہے۔

(سیرت المہدی جلد دوم روایت نمبر 1596۔ حصہ پنجم۔ صفحہ 323 مطبوعہ ربوہ)

میاں رحیم بخش صاحب کی ایک روایت ہے کہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت صاحب اندر چلے گئے (مسجد سے اپنے گھر چلے گئے) ہم نے پیچھے سنتیں پڑھیں اتنے میں باری کے رستے سے (یعنی کھڑکی کے راستے سے) حضور نے حضرت خلیفۂ اوّل کو بلایا۔ حضور کوئی کتاب لکھ رہے تھے اور حکیم صاحب سے اس کے متعلق کوئی حوالہ پوچھنا تھا یا کوئی بات پوچھنی تھی۔ مَیں نے اس باری (کھڑکی) سے جب حضور کو دیکھا حضور کے سر پر پگڑی نہیں تھی، پٹے رکھے ہوئے تھے۔ اس نظارہ کی مَیں کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ وہ مکان مجھے نور سے بھرا ہوا نظر آتا تھا۔ چہرہ کی وجہ سے مکان منور ہو رہا تھا۔ آہ اس نورانی چہرہ کا جب بھی تصور آتا ہے جی میں عجیب قسم کے خیالات موجزن ہوتے ہیں۔ اس وقت کا نقشہ اب تک میری آنکھوں میں ہے۔ حضورؑ نے حضرت خلیفہ اولؓ سے کوئی بات دریافت کی۔ وہ باہر آگئے اور حضورؑ نے پھر اندر سے کنڈا لگا لیا۔ (رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ رجسٹر جلد 10 صفحہ 184-185 روایات حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل کے متعلق ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنی تصنیف "مجدد اعظم" میں تحریر کرتے ہیں کہ 1906ء میں لمبی رخصت لے کر قادیان گیا ہوا تھا۔ ایک روز حضرت اقدس کی طبیعت ناساز تھی۔ سر میں سخت درد تھا۔ مگر اسی تکلیف میں آپ ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے آئے۔ مجھے سامنے سے آتے نظر آئے تو گو سر درد کی وجہ سے چہرہ پر تکلیف کے آثار تھے لیکن پیشانی پر ایک نور کا شعلہ چمکتا نظر آتا تھا۔ جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتیں اور دل کو سرور آتا تھا۔ آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ غیر معمولی چمک کس چیز کی تھی۔ یہ تو خاص اوقات کا ذکر مَیں نے کیا جن کا اثر غیر معمولی طور پر دل پر رہ گیا ورنہ آپ کے چہرہ پر تقدس کے آثار ایسے نمایاں تھے اور انوار روحانی کی بارش کا وہ سماں نظر آتا تھا کہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص اسے دیکھے اور متاثر نہ ہو۔......... ہندو تک اس کے مُقر تھے۔ (یعنی اس بات کا اقرار کرتے تھے، اس بات کو مانتے تھے)۔ (کہتے ہیں کہ) بٹالہ اور قادیان کے درمیان نہر کے کنارے ایک ہندو دکاندار چھابڑی لگا کر بیٹھا رہا کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ "مہاراج مَیں تو ہر ایک آنے جانے والے کو دیکھتا ہوں۔ بڑے بڑے پٹھان اور سُورما یہ کہتے ہوئے ادھر سے گزرے ہیں کہ آج مرزا کا فیصلہ کر کے آویں گے لیکن جب واپس گئے تو مرزا کے ہی گن گاتے ہوئے گئے۔ مہاراج مرزا تو کوئی دیوی کا روپ ہے"۔ (یہ ایک ہندو کی تصدیق ہے۔)

(مجدد اعظم جلد دوم صفحہ 1242۔ بار اول 1940ء شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

پھر ڈاکٹر بشارت صاحب ہی ایک روایت کرتے ہیں کہ وہ آثار تقدس اور انوار آسمانی جو آپ کے چہرہ پر ہر وقت نظر آتے تھے ان کو نہ قلم بیان کر سکتی ہے نہ فوٹو دکھا سکتا ہے۔ جس وقت آپ ایک چھوٹے سے دروازہ کے ذریعہ گھر میں سے نکل کر مسجد میں تشریف لاتے تو یہ معلوم ہوتا کہ ایک نور کا جھمکتا سامنے آ کھڑا ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار مؤلف نے حضرت اقدسؑ کو سیالکوٹ میں 1891ء میں دیکھا تھا۔ آپؑ حکیم حسام الدین مرحوم کے مکان سے نکلے۔ گلی میں سے گزر کر سامنے کے مکان میں چلے گئے۔ لیکن مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک نور کا پتلا آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا۔ جو مقدس سے مقدس شکل میرا ذہن تجویز کر سکتا تھا وہ اس سے بھی بڑھ کر تھا اور بے اختیار میرے دل نے کہا کہ یہ شکل جھوٹے کی نہیں بلکہ کسی بڑے مقدس انسان کی ہے۔

ایک دفعہ سردیوں کا موسم تھا۔ مَیں قادیان گیا ہوا تھا۔ شام کا وقت اور بارش ہو رہی تھی اور نہایت سرد ہوا چل رہی تھی۔ مسجد مبارک میں جہاں نماز مغرب پڑھی جاتی تھی۔ کچھ اندھیرا سا ہو رہا تھا۔ حضرت اقدس اندر سے تشریف لائے تو موم بتی روشن کی ہوئی آپ کے ہاتھ میں تھی جس کا عکس آپ کے چہرہ مبارک پر پڑ رہا تھا۔ اللہ اللہ جو نور اس وقت آپ کے چہرہ پر مجھے نظر آیا وہ نظارہ آج تک نہیں بھولتا۔ چہرہ آفتاب کی طرح چمک رہا تھا جس کے سامنے وہ شمع بے نور نظر آتی تھی۔ (مجدد اعظم جلد دوم صفحہ 1241-1242۔ بار اول 1940ء شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

حضرت چوہدری برکت علی خان صاحب گڑھ شنکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیعت کی منظوری آنے کے ایک مہینے بعد مَیں نے ڈاکٹر صاحب (یعنی حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب) سے عرض کیا کہ مَیں قادیان جا کر دستی بیعت بھی کرنا چاہتا ہوں مگر مَیں کبھی گڑھ شنکر سے باہر نہیں گیا۔ نہ ریل بھی دیکھی ہے۔ مجھے قادیان کا راستہ بتا دیں۔ آپ نے کہا یہاں سے بنگہ پہنچو۔ وہاں میاں رحمت اللہ صاحبؓ مرحوم باغانوالہ کی دکان پر جا کر ان سے کہنا کہ پھگواڑہ ریلوے سٹیشن کا راستہ بتا دیں اور پھر وہاں سے بٹالہ چلے جانا، بٹالے رات کو دس بجے پہنچ جاؤ گے اور ٹھہرنے کی کوئی جگہ معین نہیں ہے۔ سٹیشن پر ٹھہر جانا تو بٹالہ سے پھر قادیان کچی سڑک جاتی ہے۔ صبح فجر کے بعد قادیان چلے جانا۔ تو کہتے ہیں انہوں نے راستہ بتا دیا۔ مَیں روانہ ہوا اور جب بٹالہ سٹیشن سے نکلا تو سڑک پر ایک چھوٹی سی مسجد پر نظر پڑی۔ مَیں نے کہا کہ مسجد میں ہی رات گزار لیتے ہیں، صبح قادیان تو چلے جانا ہے۔ کہتے ہیں کہ مسجد میں مَیں ابھی گیا ہی تھا۔ تھوڑا وقت ہوا تھا تو ایک شخص آیا اور آ کر کہا کہ تم کون ہو۔ مَیں نے کہا مسافر ہوں قادیان جانا ہے۔ اس نے گالی دیتے ہوئے سختی سے کہا کہ خبیث مرزائی آ کر مسجد کو خراب کر جاتے ہیں۔ صبح مسجد دھونی پڑے گی تم یہاں سے نکل جاؤ۔ مَیں نے کہا مَیں تو یہاں آیا ہوں۔ مَیں تو رات گزاروں گا۔ مَیں نے نہیں جانا۔ کس طرح تم مجھے خدا کے گھر سے نکال سکتے ہو؟ تو پھر وہ گالیاں دیتا ہوا چلا گیا۔ کہتے ہیں صبح کی نماز مَیں نے پہلے وقت میں پڑھ لی

اورقادیان کی طرف روانہ ہوا۔ مسجد مبارک میں جب مَیں پہنچا تو پہنچنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک کھڑکی میں سے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ مَیں نے جب حضور کو دیکھا تو بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ یہ تو سراپا نور ہی نور ہے۔ یہ تو سچوں اور راستبازوں کا چہرہ ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس کی بابت اخبار الحکم میں کلمات طیبات حضرت امام الزمان پڑھا کرتا تھا اور جس مقدس وجود کی مجھے تلاش تھی۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ 201-202 مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت محمد صدیق صاحب آف گوگھیاٹ کی ایک روایت رجسٹر روایات صحابہؓ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے نبی اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرف زیارت بطفیل عمویم جناب مولوی فخر الدین صاحب سابق ہیڈ کلرک کیمل کور حال مہاجر محلہ دارالفضل قادیان غالباً مارچ 1903ء میں ہوا جبکہ آپ مجھے اپنے ہمراہ گھر سے قادیان دارالامان لے گئے۔ میری عمر اس وقت کوئی دس سال کی ہوگی۔.........ہم بے شمار لوگ بہلی کے ساتھ پیدل قادیان آئے۔ راستے میں سکھ اور غیر لوگ بھاگ بھاگ کر بہلی کا پردہ ہٹا ہٹا کر زیارت کرتے۔ (چھوٹی بیل گاڑی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھے ہوئے تھے۔ کور(Covered) تھی، پردہ تھا۔ اس کا پردہ اٹھا کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیا کرتے تھے)۔ اور ترس ترس کر دیکھتے تھے۔ مَیں اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھا مگر مسجد مبارک میں تین چار دوستوں سمیت حضورؑ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر بھی بیعت کرنے کا موقعہ نصیب ہو گیا۔ بعد بیعت حضور نے لمبی دعا فرمائی۔ بیعت کے کلمات کہلواتے وقت جو درد اور انکسار حضور کی زبان مبارک اور منور چہرہ سے ہوتا تھا اس کا نقشہ تو کوئی بشر کیا کھینچ سکتا ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ۔ رجسٹر۔ جلد اوّل۔ صفحہ 24-25 روایات حضرت محمد صدیق صاحبؓ آف گھوگیاٹ)

پھر حضرت فضل احمد صاحب پٹواری حلقہ گورداس ننگل، تحصیل گورداسپور روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد فراغت مقدمہ مولوی کرم الدین صاحب دارالامان تشریف لائے تو آپ شام کے وقت تشریف لائے اور نماز مغرب میں کچھ دیر ہوگئی۔ حضور جس وقت مسجد میں تشریف لائے تو مسجد میں اجالا ہوگیا۔ وہ روشنی فدوی کی آنکھوں میں اب تک موجزن ہے۔ (رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد اوّل صفحہ 48-49 روایت فضل احمد صاحب پٹواری)

پھر حضرت چوہدری علی محمد صاحب گوندل چک 99 شمالی ضلع سرگودھا لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات سے سات دن پہلے (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی وفات سے سات دن پہلے) یہ ہمراہی مولوی غلام حسین والد مولوی محمد یار عارف چک 98 شمالی اور دو اَور ہمراہی جن کے اب نام یاد نہیں، ہم چاروں بیعت کی غرض سے قادیان گئے۔ اس سے پہلے مَیں نے بذریعہ خط بیعت کی ہوئی تھی۔ ہم چاروں آپ کے مکان پر چلے گئے۔ آواز دینے پر آپ باہر تشریف لائے۔ مکان کے باہر دو چار پائیاں، ایک بڑی اور ایک چھوٹی پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ بڑی چار پائی پر بیٹھ جاؤ اور آپ چھوٹی چار پائی پر بیٹھ گئے۔ ہم چونکہ آگے پیروں سے ڈرے ہوئے تھے۔ ہم نیچے بیٹھنے لگے مگر آپ نے دوبارہ مجبوراً کہا کہ چار پائی پر بیٹھو۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر ہمیں مجبوراً چار پائی پر بیٹھنا پڑا۔ اس سے آپ کے اخلاق حسنہ کا پتہ لگتا ہے کہ کس قدر وسیع القلب تھے، کہتے ہیں کہ مَیں چونکہ سب سے چھوٹا تھا اس لئے مَیں سب سے نچلی طرف بیٹھا۔ مولوی غلام حسین جو حضرت مولوی محمد یار عارف صاحب کے والد تھے، مجھ سے بڑی عمر کے تھے اور خوب مولویانہ بالشت بھر چمکدار سیاہ داڑھی تھی اور بیٹھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عین سامنے تھے۔ مَیں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی غلام حسین صاحب پر اپنی نظر شفقت فرماویں گے مگر آپ نے میرے اس خیال کے برخلاف کیا اور آپ نے میرے ہی ہاتھ پر دست شفقت رکھا باقی ساتھیوں نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اور آپؑ نے ہماری بیعت لی۔ عین اس وقت جبکہ آپ نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ سے مس کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے ہاتھوں سے کوئی چیز بجلی کی طرح میرے تمام جسم میں سرایت کرگئی ہے۔ اس وقت آپ کا جلال اس قدر تھا کہ مَیں سمجھتا تھا کہ اس دنیا میں اس وقت آپ کی شان کا کوئی انسان نہیں ہے۔ اس وقت ہم نے آپ کو نبی سمجھ کر بیعت کی تھی۔ اس بات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر میں بڑوں کا ہی لحاظ نہ تھا بلکہ چھوٹوں پر بھی دست شفقت تھا۔ آپ کی وفات پر ہمارے چک میں بہت سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی اور احمدیت سے منحرف ہونے لگے، مگر باوجود اَن پڑھ ہونے کے مجھ پر اللہ تعالیٰ کے فضل نے اور احمدیت کے جلال نے وہ اثر ڈالا ہوا تھا کہ مَیں نے کہا کہ اگر ساری دنیا بھی احمدیت چھوڑ جائے مگر مَیں احمدیت کو نہ چھوڑوں گا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 1 صفحہ 69-70 روایت چوہدری علی محمد صاحبؓ گوندل)

حضرت نظام الدین صاحب پوسٹ ماسٹر نبی پور روایت کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ سخت بیمار تھا قریب المرگ ہوگیا۔ مَیں بیہوشی کی حالت میں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو کمرہ فوراً نورٌ علیٰ نور ہوگیا۔ ایک الماری جو بوتلوں سے دوائیوں سے قدرتاً بھری ہوئی تھی۔ اپنے دست مبارک سے کھول کر ایک بوتل کے لیبل پر انگشت مبارک رکھ کر حضور نے ارشاد فرمایا: منشی جی اس سے 20 بوندیں پیو۔ اسی وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت بخش دی۔ (رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ (غیر مطبوعہ) جلد 1 صفحہ 75 روایت نظام الدین صاحب)

پھر حضرت سید میر عنایت علی شاہ صاحب لدھیانہ ایک روایت کرتے ہیں کہ ہماری برادری میں ہی خان بہادر ڈپٹی امیر علی شاہ صاحب مرحوم کا مکان تجویز کیا گیا۔ (اس وقت ٹھہرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہاں تشریف لے جانی تھی۔ تو ڈپٹی امیر علی شاہ صاحب کا مکان تجویز ہوا کہ وہاں رہائش فرمائیں گے)۔ تو کہتے ہیں چنانچہ ڈپٹی صاحب مرحوم کو کہا گیا کہ اپنے تکلفات کا سامان اٹھا لیجئے۔ قالین، صوفے وغیرہ جو پڑے ہیں وہاں سے اٹھالیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی آمد پر غرباء نے بھی آنا ہے اور یہ ایک للّٰہی محفل ہوگی آپ کو بعد میں کوئی شکایت نہ ہو۔ لیکن ڈپٹی صاحب مذکور کے مختار نے بتلایا کہ ہمارے قالین، گاؤ تکیے ایک بزرگ انسان کے قدموں سے برکت حاصل کریں گے۔ اس میں ہی ہماری خوشی ہے۔ چنانچہ حسب تحریر جب حضور لدھیانہ کے لئے روانہ ہوئے۔ شہر میں ایک شور پڑ گیا اور پبلک سٹیشن پر پہنچی۔ (بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے سٹیشن پر)۔ بعض پلیٹ فارموں سے اندر اور بعض باہر کھڑے رہے۔ سوائے میر عباس علی شاہ کے کوئی حضور پُرنور کے چہرے سے واقف نہ تھا۔ مَیں بھی مین گیٹ یعنی صدر دروازے پر کھڑا تھا۔ میر صاحب اندر گئے، مَیں ٹکٹ کلکٹر کے پاس اکیلا ہی کھڑا تھا۔ گاڑی کی آمد پر میر صاحب مذکور اندر گاڑیوں میں تلاش کرنے لگے۔ حضرت صاحب اگلی گاڑی سے یکا یک اتر کر بنفس نفیس صدر دروازے پر تشریف لے آئے۔ اس وقت حضرت صاحب کے ہمراہ تین آدمی تھے۔ مَیں گو پہچانتا نہ تھا۔ مَیں نے مسافروں کے چہرے پر نظر دوڑائی۔ حضرت اقدس کی سادگی اور نورانی چہرے سے مَیں نے معاً دل میں خیال کیا کہ یہی حضور والا صفات ہوں گے اور مَیں نے مصافحہ کرلیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ تین آدمی جو ہمراہ تھے وہ یہ تھے مولوی جان محمد صاحب والد میاں بگا صاحب مرحوم، حافظ حامد علی صاحب مرحوم اور لالہ ملاوامل صاحب۔ (رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 1 صفحہ 108-109 روایات سید میر عنایت علی شاہ صاحب لدھیانوی)

پھر ایک روایت میاں فیروز الدین صاحب ولد میاں گلاب دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساکن سیالکوٹ کی ہے۔ کہتے ہیں جب حضور علیہ السلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا تو میرے دادا صاحب نے کچھ عرصہ کے بعد حضور علیہ السلام کی بیعت کر لی اور سارے خاندان کو کہا کہ مَیں ان کا اس زمانے سے واقف ہوں جبکہ حضور یہاں ملازم تھے اس لئے آپ لوگ میرے سامنے بیعت کریں۔ یہ مونہہ جھوٹوں کا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ 1892ء میں ہمارے سارے خاندان نے بیعت کرلی۔ (رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ۔ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر10 صفحہ 127-128۔ روایات میاں فیروز الدین صاحب ولد میاں گلاب دین صاحبؓ)

پھر ایک روایت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب ابن مکرم قدرت اللہ خان صاحب مہاجر شاہجہانپوری کی ہے۔ کہتے ہیں کہ گرمی کا موسم تھا۔ قریب ایک بجے دن آپ جلدی جلدی چھت پر سے اتر کر باہر تشریف لے گئے۔ مَیں آہستہ آہستہ دبے پاؤں حضور کے پیچھے چلا کہ دیکھوں حضور اس وقت دوپہر میں کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ جبکہ ایک بوڑھ کے درخت کے پاس جو زنانہ جلسہ گاہ ہے تشریف لے گئے۔ تو اچانک پھر کر دیکھا تو مجھ کو کہا کہ تم میرے پیچھے مت آؤ۔ چنانچہ مَیں اس درخت کے پیچھے ٹھہر گیا۔ آپ اس درخت کے قریب دو فرلانگ جا کر ایک چھوٹے سے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ اور میرا خیال ہے کہ قریب 10 منٹ وہاں بیٹھے رہے (یا کچھ عرصہ)۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا۔ مَیں نہ معلوم کرسکا کہ آپ دعا کر رہے ہیں یا کیا۔ اس وقت مجھ کو خیال آیا کہ کیونکہ حضور نے مجھے اپنے ساتھ آنے سے منع کیا تھا۔ مَیں واپس آ گیا اور اپنی والدہ مرحومہ کو اس واقعہ کا ذکر کیا۔ اس وقت ظہر کی اذان ہوئی تو حضور بھی تشریف لے آئے۔ وہاں مَیں نے دیکھا کہ حضور کا چہرہ چمک رہا تھا۔ (یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ خوشخبری ملی ہوگی)۔

(رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 12 صفحہ 88-89)

پھر ایک روایت مولوی فضل الٰہی صاحب قادیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد آ گیا کہ بعد نماز مغرب حضور شہ نشین پر مشرق کی طرف رخ فرمائے تشریف فرما تھے اور چاند کی تاریخ پندرہ یا سولہ البتّہ تھی۔ اندھیرے میں جب مشرق سے چاند طلوع ہوا تو یہ عاجز مغرب کی طرف (حضور کے چہرہ مبارک کی طرف) منہ کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے نظر آیا کہ حضور کے چہرہ مبارک سے شعاعیں نکلتی ہیں اور چاند کی شعاعوں سے ٹکراتی نظر آتی ہیں۔ (رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 12 صفحہ 326 روایات مولوی فضل الٰہی صاحبؓ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’1904ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور تشریف لے گئے تو وہاں ایک جلسہ میں آپ نے تقریر فرمائی۔ ایک غیر احمدی دوست شیخ رحمت اللہ صاحب وکیل بھی اس تقریر میں موجود تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ دوران تقریر میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر سے نور کا ایک ستون نکل کر آسمان کی طرف جا رہا تھا۔ اس وقت میرے ساتھ ایک اور دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے انہیں کہا۔ دیکھو وہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے دیکھا تو فوراً کہا کہ یہ تو نور کا ستون ہے جو حضرت مرزا صاحب کے سر سے نکل کر آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ اس نظارہ کا شیخ رحمت اللہ صاحب پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اسی دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 121 مطبوعہ ربوہ)

حضرت میاں غلام محمد صاحب ارائیں پھیروچچی ضلع گورداسپور روایت کرتے ہیں کہ...... مَیں نے 1907ء میں بیعت کی اور متواتر ہم اسی طرح جمعہ پڑھنے جاتے رہے۔ بعد میں حضور لاہور گئے اور ہمیں معلوم ہوا کہ حضور اسہال کی بیماری کی وجہ سے وفات پا گئے اور مخالفین نے مشہور کیا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور وفات کے بعد حضور کا چہرہ سیاہ ہو گیا (نعوذ باللہ)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اپنے لڑکوں ابراہیم و جان محمد کو ساتھ لے جایا کرتا تھا اور ان کو کہتا تھا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ تو یہ دونوں لڑکے حضور کے پاؤں کو چمٹ جاتے تھے اور حضور بڑے خوش ہوتے تھے اور جب حضور وفات پا گئے مَیں مع جماعت اور مع اپنے ان بچوں کے قادیان پہنچا اور لڑکوں کو بھی حضور کا چہرہ دکھایا اور آپ بھی دیکھا اور لڑکے بار بار مجھے کہتے۔ اے لالہ! ہمیں میاں کا چہرہ دکھا اور سخت روتے کہ جب ہم آتے تو حضور کو لپٹ جاتے اب ہم کس کے ساتھ لپٹیں گے۔ اس طرح کوئی چار دفعہ حضور کا چہرہ ان کو دکھایا۔ (کہتے ہیں کہ) جس طرح ہم سنا کرتے تھے کہ آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک ہے ویسا ہی ان کا نورانی چہرہ ہے۔ اس سے پہلے نہ کوئی ایسا ہوا اور نہ آئندہ۔ گویا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اصل تھے یہ ان کے عکس ہیں۔ (یعنی وہ جو نعوذ باللہ دشمنوں نے مشہور کیا ہوا تھا کہ چہرہ سیاہ ہو گیا اور یہ ہو گیا۔ ہم تو سنا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کہ آپ کا چہرہ مبارک نورانی تھا تو یہاں بھی ہمیں نور نظر آیا کیونکہ وہ ظل تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے)۔ اور پھر حضرت مولوی نور الدین صاحب کی بیعت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے دفنایا۔ اس کے بعد ہم گھر واپس آ گئے اور پھر کہتے ہیں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات بیان کر کے تبلیغ کرنی شروع کی۔ (رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ۔ جلد اوّل۔ صفحہ 82 تا 86 روایات حضرت میاں غلام محمد صاحب ارائیںؓ)

مَیں نے یہ رجسٹر روایات صحابہ میں سے کچھ واقعات لئے تھے۔ ویسے تو بے شمار واقعات ہیں۔ کبھی موقع ہوا تو انشاء اللہ آئندہ بھی بیان ہوتے رہیں گے۔ اب مَیں بعض ایسی روایات بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے روحانی معیاروں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے حصہ پانے کی وجہ سے اعلیٰ مقام کی نشاندہی کرتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے انتخاب خلافت کے وقت بعض دنیا داروں پر ابتلا آیا اور جماعت سے علیحدہ بھی ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اکثریت کو محفوظ رکھا اور بعض کی فوری راہنمائی بھی فرمائی۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ایک دن مَیں مسجد احمدیہ پشاور میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مکرمی میاں شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ پر اچانک کشفی حالت طاری ہو گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ .... تشریف لائے ہیں۔ آپ کا دل مجھے سامنے نظر آ رہا ہے۔ جس میں کئی روشن سورج چمک رہے ہیں۔ جن کی چمک اور روشنی بڑے زور کے ساتھ ہمارے اوپر پڑ رہی ہے۔ آپ کے دل کے سامنے میرا دل ہے جس میں بلب کی روشنی کے برابر روشنی نظر آتی ہے۔ (حیات قدسی صفحہ 295 مطبوعہ ربوہ)

جو بزرگ تھے نیک فطرت تھے، سعید فطرت تھے باوجود اس کے کہ وہ بیعت میں فوراً شامل ہو گئے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ مزید مضبوطی پیدا کرنے کے لئے بعض کشوف اور رؤیا دکھاتا ہے۔

ایک روایت مکرم سوہنے خان صاحب آف سٹھیانہ ہوشیار پور کی ہے۔ کہتے ہیں اب مَیں صداقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان کرتا ہوں کہ جو میرے پر ظاہر ہوئی۔ جس وقت احرار کا زور تھا اور مستریان نے حضورؓ پر تہمت لگائی تھی۔ (یہ ایک اور واقعہ ہوا جب احرار نے شور مچایا اور اندرونی فتنہ بھی اٹھا اور بیرونی فتنہ بھی اٹھا تو اس وقت کہتے ہیں کہ) مَیں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے اللہ! میرے پیر کی عزت رکھ۔ وہ تو میرے مسیح کا بیٹا ہے۔ بہت دعا کی اور بہت درود شریف اور الحمد شریف پڑھا اور دعا کرتا رہا (تو کہتے ہیں) خواب عالم شہود میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے بیان کیا (کہ) مشرق کی طرف بڑہ گاؤں میں مولوی آئے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو ہم نے جڑ سے اکھیڑ دینا ہے اور بندہ اور برکت علی احمدی اور فتح علی احمدی کو ساتھ لے کر خواب ہی میں ان کی طرف روانہ ہوئے۔ (یعنی وہ ان کو لے کے تین آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں کہ) ہم موضع پنڈوری قد میں پہنچے اس وقت نماز عصر کا (وقت) ہو گیا اور مَیں (نے) امام بن کر ہر دو احمدی کو نماز پڑھانی شروع کر دی۔ اتنے میں خرد خان اور غلام غوث احمدی پھگلانہ بھی آ گئے۔ مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا آسمان پر دو چاند ہیں ایک چاند بہت روشن ہے دوسرا چاند مربع شکل اس کے ساتھ لگا ہوا ہے وہ بے نور ہے۔ روشنی نہیں ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے اس میں روشنی ہونے لگ گئی۔ غرضیکہ وہ چاند دوسرے چاند کے برابر روشن ہو گیا۔ مَیں نے دعا کی۔ یہ دونوں ایک قسم کے روشن ہو گئے ہیں۔ اس وقت مجھے ندا ہوئی (آواز آئی) کہ پہلا چاند مرزا صاحب یعنی مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور یہ دوسرا چاند جواب روشن ہوا ہے یہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہیں۔ (رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر 12 صفحہ 199-200 روایات میاں سوہنے خان صاحبؓ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مسیح موعودؑ کے وہ موعود بیٹے تھے جن کے بارہ میں بے شمار پیشگوئیاں پیدائش سے پہلے تھیں۔ مصلح موعود کی پیشگوئی سب سے مشہور ہے اور ہر احمدی جانتا ہے۔ آپ کے دور خلافت میں باوجود انتہائی نامساعد حالات کے تبلیغ اسلام اور انوار محمدی پھیلانے کا بہت وسیع کام ہوا ہے۔ اس وقت بھی فتنے اٹھتے تھے اور اب بھی وقتاً فوقتاً بعض فتنے اٹھ جاتے ہیں اور عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نام پر اٹھتے ہیں۔ جماعت میں کوئی بے چارہ مجذوب جس کا دماغ ہل جائے تو اور اس کو کچھ سوجھے نہ سوجھے وہ کم از کم مصلح موعود ہونے کا دعویٰ ضرور کرتا ہے۔ لیکن اصل خطرناک بات یہ ہے کہ وہ بے چارے اس وقت تو مجبور ہیں، دماغی حالت ایسی ہوتی ہے لیکن اس کو بھڑکانے والے، اس فتنے میں شامل ہونے والے بعض ایسے لوگ جو جماعت میں رہ کر اس فتنے کی پشت پناہی کر رہے ہوتے ہیں وہ یقیناً منافق ہوتے ہیں۔ یا ایسے لوگ ہیں جو پھر جماعت کو بھی چھوڑتے ہیں اور اس کی پشت پناہی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ فساد پیدا کیا جائے اور جماعت میں رخنہ ڈالا جائے۔ باقی جہاں تک مصلح موعود ہونے کا سوال ہے تو اس کی ایسی واضح دلیلیں ہیں کہ کوئی بے وقوف ہی ہو جو اس پر یقین نہ کرے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار نے ایک دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ......کی خدمت میں تحریر کیا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد حضور کے فیضان سے مجھے غسل دماغ نصیب ہوا ہے۔.......... اب اگر قلبی غسل اور اِنارت کا افاضہ حضور کے طفیل ہو جائے تو دماغ کے ساتھ قلب بھی منور ہو جائے گا۔ (یعنی جو باطنی نور ہے وہ بھی مجھ میں پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے عطا فرما دے۔ تو کہتے ہیں) اس کے کچھ عرصہ بعد حضور...... نے قادیان کی مسجد مبارک میں مجلس علم و عرفان میں تقریر کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ ہر نماز کے فرضوں کے بعد بارہ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم اور بارہ دفعہ درود شریف پڑھا کریں۔ یہ ہدایت زیادہ تر ممبران خدام الاحمدیہ کو تھی لیکن خاکسار نے اسی دن سے اس پر باقاعدہ عمل شروع کر دیا اور آج تک بالالتزام اس ہدایت پر عمل پیرا ہے۔ (کہتے ہیں کہ) اس عمل سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھے بہت سے فوائد حاصل ہوئے جن میں سے ایک بڑا فائدہ ہوا کہ مجھے تزکیۂ قلب (یعنی دل کی پاکیزگی) اور تجلیۂ رُوح (یعنی روح کی روشنی) کے ذریعہ ایک عجیب قسم کی اِنارت (محسوس ہوئی۔ ایک عجیب قسم کی روشنی) محسوس ہونے لگی اور جس طرح آفتاب و مہتاب کی روشنی کو آنکھ محسوس کرتی ہے اسی طرح میرا قلب دعا کے وقت اکثر کبھی بجلی کے قمقمے کی طرح اور کبھی گیس لیمپ کی طرح منور ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا وجود سر سے پاؤں تک باطنی طور پر نورانی ہو گیا ہے اور جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی توفیق ملے یا صحابہؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں سے کسی مقدس وجود کی اقتداء کا موقع نصیب ہو اور نماز بہ قراءت جہر ہو رہی ہو تو بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے ہر ہر لفظ سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر میرے قلب پر مستولی رہی ہیں اور اس وقت ایک عجیب نورانی اور سرور بخش منظر محسوس ہوتا ہے۔

(حیات قدسی صفحہ 592-593 مطبوعہ ربوہ)

اور یہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم ایک ایسی دعا ہے جس کے بارہ میں حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ، ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ، حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل التسبیح حدیث نمبر 6406)

کہ ایسے کلمات جو زبان سے کہنے پہ بہت ہلکے ہیں لیکن ان کا وزن ان کے لحاظ سے بہت بھاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اور یہ وہی ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو ایک الہامی دعا ہے وہ بھی ہے، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(تذکرہ صفحہ 25 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

جس میں درود بھی آ جاتا ہے۔ تو بہرحال یہ تو ہم پڑھتے ہیں اور اس کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ مَیں نے جوبلی کی دعاؤں میں جو شامل کروائی تھیں اس میں ایک درود یہ بھی تھا۔ اس کو بند نہیں ہونا چاہئے، ہمیشہ

جاری رہنا چاہئے کیونکہ درود شریف اور یہ جو دعا ہے، اللہ تعالیٰ کی جو تحمید اور تسبیح ہے یہ دل کی پاکیزگی کے لئے بہت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور اس زمانے میں جو لہو و لعب کا زمانہ ہے ہمیں بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے تاکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو جاری رکھنے والے بن سکیں۔ اور وہ اسی وقت ہوگا جب ہمارے دل بھی اس نور سے منور ہوں گے۔ اور اسی سے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کرنے والے ہوں گے۔ پس درُود اور عبادات سے ہمیں اپنی زندگیوں کو سجانا چاہئے۔

پھر آپ علیہ السلام کے ماننے والوں کے نورانی ہونے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ غیروں کو کس طرح بتاتا ہے۔ لیکن بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ اطلاع دے دے پھر بھی اس سے فیض نہیں پا سکتے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں کہ میری برادری میں سے میرا ایک چچا زاد بھائی میاں غلام احمد تھے ان کی کچھ جائیداد موضوع لنگہ ضلع گجرات میں بھی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے ایک تحریر کے کام کے لئے فرمائش کی جس کی تعمیل کے لئے میں ان کے ہمراہ موضع لنگہ چلا آیا۔ گرمیوں کا موسم تھا اس لئے مَیں دوپہر کا وقت اکثر ان کے دالان کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں گزارا کرتا تھا۔ ایک دن حسب معمول میں دوپہر کو اس کوٹھڑی میں سو رہا تھا میری آنکھ کھلی تو مَیں نے سنا کہ غلام احمد کی خالہ اور والدہ کہہ رہی تھیں کہ اس رسولے (یعنی حضرت مولوی غلام رسول صاحب) کا ہمیں بڑا افسوس ہے کہ گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں لوگ اس کی برائی کرتے ہیں۔ اس نے تو مرزائی ہو کر ہمارے خاندان کی ناک کاٹ دی ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس روز برابر کی کوٹھڑی میں بھائی غلام احمد بھی سویا ہوا تھا۔ اس نے بیدار ہوتے ہی ان کی یہ مغلظات سنیں تو کہنے لگا تم کیا بکواس کر رہی ہو۔ مَیں نے تو ابھی ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ غلام رسول پر آسمان سے اتنا نور برس رہا ہے کہ اس نے چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا ہے۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ تم جسے برا سمجھتی ہو وہ خدا کے نزدیک برا نہ ہو۔ اتنے میں مَیں بھی کوٹھڑی سے باہر نکل آیا اور ان کو احمدیت کے متعلق سمجھاتا رہا مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ یہی میاں غلام احمد جس پر اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ سے اتمام حجت کر دی تھی، میرا اتنا مخالف اور دشمن ہو گیا کہ علماء کو بلا کر بھی احمدیت پر حملے کراتا اور مجھے ذلیل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔ آخر میرے مولا کریم نے میری نصرت کے لئے موضع راجیکی میں طاعون کا عذاب مسلط کیا اور غلام احمد اور اس کے ہمنواؤں کا صفایا کر دیا۔

(ماخوذ از حیات قدسی جلد اول صفحہ 39 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''آپ یاد رکھیں اور ہمارا مذہب یہی ہے کہ کسی شخص پر خدا کا نور نہیں چمک سکتا، جب تک آسمان سے وہ نور نازل نہ ہو۔ یہ سچی بات ہے کہ فضل آسمان سے آتا ہے۔ جب تک خدا خود اپنی روشنی اپنے طلبگار پر ظاہر نہ کرے اس کی رفتار ایک کیڑے کی مانند ہوتی ہے اور ہونی چاہئے، کیونکہ وہ قسم قسم کی ظلمتوں اور تاریکیوں اور راستہ کی مشکلات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے، لیکن جب اس کی روشنی اس پر چمکتی ہے، تو اس کا دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ نور سے معمور ہو کر برق کی رفتار سے خدا کی طرف چلتا ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 464 جدید ایڈیشن)

پس اللہ تعالیٰ کا نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے محبت کرنے سے آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے فضل سے وہ نور عطا فرمائے جو اس کا حقیقی نور ہے۔ جو اس کے پیاروں سے محبت کرنے سے ملتا ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے طریقے اس زمانے کے امام نے نور محمدی سے حصہ پا کر ہمیں سکھائے۔ ہم دنیا کی لغویات میں پڑنے کی بجائے اپنے خدا سے اس نور کے ہمیشہ طلبگار رہیں اور ان لوگوں میں شمار ہوں جو ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (التحریم:9) کہ اے ہمارے ربّ! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر جسے تو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیا میں بھی اس دعا کے اثرات دکھائے اور مرنے کے بعد بھی ہمارے لئے یہ نور دائمی بن کر ہمارے ساتھ رہے۔ آمین

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

بقیہ: ایک عظیم الشان پیشگوئی از صفحہ نمبر 2

یہ بھاری بارِ امامت ڈال دیا گیا۔ بعض نے خیال کیا اور برملا اس کا اظہار بھی کہ اب اس جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا کیونکہ اس کی باگ ڈور ایک بچے کے سپرد کر دی گئی ہے جو ان کی نظروں میں اس لائق نہ تھا۔ لیکن جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہو اور جسے خدا نے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہو وہ بھلا کیسے ناکام ہو سکتا تھا؟۔ وہی بچہ، خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں ایک عظیم قائد کے طور پر ابھرا اور دن بدن آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل و فراست، روحانی، علمی اور قائدانہ صلاحیتوں میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنی جانثار جماعت کو ایسا متحرک اور فعال بنا دیا کہ جماعت احمدیہ نہ صرف سارے ہندوستان میں ایک منظّم اور مستعد جماعت کے طور پر پہچانی جانے لگی بلکہ دیگر ممالک میں بھی اس جماعت کے حوالے سے اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر 51 سال سے زائد عرصہ تک جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی۔ یہ تاریخِ احمدیت کا ایک سنہری دور ہے۔ اس دور میں اسلام کی ترقی اور غلبہ، احمدیت کے استحکام، قرآن مجید کی اشاعت اور ملک و قوم کی خدمت وغیرہ کے اعتبار سے اتنے کام ہوئے کہ ان کا تذکرہ کرنے کے باوجود ہمیشہ ہی یہ احساس رہتا ہے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

کسی بھی کام کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کے لئے پلاننگ اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے اس بنیادی کام کی طرف توجہ فرمائی۔ منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد آپ نے ملک بھر کے احمدی نمائندگان کی ایک خصوصی مجلسِ شوریٰ طلب فرمائی۔ غور و فکر، مشورہ اور دعاؤں کے بعد فوری طور پر آپؓ نے تربیتی، اصلاحی، تنظیمی اور تبلیغی کاموں کا بیک وقت آغاز کر دیا۔ برطانیہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے خلافتِ اولیٰ کے آخر میں مبلغ بھجوائے جا چکے تھے تاہم برطانیہ میں مرکزی دارالتبلیغ کا باقاعدہ قیام خلافت ثانیہ کے آغاز میں اپریل 1914ء میں ہوا۔ اس سے اگلے سال ماریشس اور سیلون (سری لنکا) میں بھی تبلیغی مراکز جاری ہوئے۔ 1920ء میں امریکہ اور 1921ء میں سیرالیون، غانا، نائیجیریا اور بخارا میں تبلیغ اسلام کے مراکز قائم ہوئے اور یہ سلسلہ مسلسل آگے سے آگے بڑھتا رہا۔

خلافت ثانیہ میں مجموعی طور پر 46 ملکوں میں جماعت کو تبلیغی مراکز قائم کرنے کی توفیق ملی۔ بیرونی ممالک میں 311 مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ ان مساجد کے میناروں سے صبح و شام توحید کی منادی ہونے لگی۔ تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ہمیشہ ہی حضرت مصلح موعودؓ کی ترجیحات میں سرِ فہرست رہا۔ آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ نوجوان خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں اس طور پر وقف کریں کہ ان کا کوئی مطالبہ نہیں ہوگا اور وہ ہر کام کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے، آپ نے جماعت کے سامنے یہ انقلابی تحریک پیش فرمائی اور ساتھ ہی اپنا شاندار قابل تقلید نمونہ بھی۔ آپ نے فرمایا۔

''میرے تیرہ (13) لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کے لئے وقف ہیں''

جماعت کے جانثاروں نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور سینکڑوں نوجوانوں نے اپنی زندگیوں کے نذرانے پیش کر دئے۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر ہندوستان اور اکناف عالم میں مفوضہ خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپؓ کے دور میں 164 واقف زندگی مجاہدین نے دیارِ غیر میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان میں ایسے خوش نصیب بھی تھے جنہوں نے اس راہ میں قید و بند کی صعوبتیں مردانہ وار برداشت کیں اور تبلیغ کے جہاد سے غازی بن کر فائز المرام واپس لوٹے۔ کچھ ایسے خوش قسمت بھی تھے جنہوں نے اسی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور دور دراز ملکوں کی سرزمین اوڑھ کر ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ خوشا نصیب کہ وہ شہادت کا جام پی کر ابدی اور لازوال زندگی سے ہمکنار ہو گئے۔ مجاہدینِ اسلام کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوئی لیکن قربانی کا یہ جذبہ پیدا کرنے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت سے قبل عیسائی منّاد سارے ہندوستان کو عیسائی بنانے کا عزم لے کر نکلے اور یہ اعلان کر رہے تھے کہ اس پہلی منزل کو سر کرنے کے بعد ہم اسلام کے مرکز خانہ کعبہ پر بھی تثلیث کا پرچم لہرا دیں گے۔ مسلمان اس صورتحال سے دم بخود بیٹھے تھے۔ اسلام کا دفاع کرنے کی نہ ان میں ہمت تھی اور نہ جذبہ۔ اس کسمپرسی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے کاسرِ صلیب حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے تائید و نصرت الٰہی اور خداداد دلائل و براہین سے نہ صرف اسلام کا دفاع کیا بلکہ عیسائیت کو حجت و برہان کے میدان میں شکستِ فاش دے کر پسپائی پر مجبور کر دیا۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے غلبۂ اسلام کے لئے جن مستحکم بنیادوں پر کام کا آغاز فرمایا حضرت مصلح موعودؓ نے اس مشن کو بڑی تیزی اور مستعدی سے آگے بڑھایا۔ ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھا کر آپ نے اسلام کے حق میں ایک خوش آئند انقلاب برپا کر دیا۔ اسلام پر حملہ کرنے والے غیر مسلم منّاد نے راہِ فرار اختیار کی۔ پے در پے ناکامیوں کے بعد بعض افریقن ممالک میں عیسائی مشنز اپنی تبلیغی مساعی بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں سے تثلیث کدوں کی رونقیں ماند پڑنے لگیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔ اس عالمگیر روحانی انقلاب کے معماروں میں حضرت مصلح موعودؓ کا نامِ نامی کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کا میدان بھی حضرت مصلح موعودؓ کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔ آپؓ نے افریقن ممالک کی طرف اس ضمن میں خصوصی توجہ فرمائی کیونکہ وہاں پر تعلیمی اور طبی سہولتوں کا فقدان پایا جاتا تھا۔ آپ کے دورِ خلافت میں 24 ممالک میں 74 تعلیمی مراکز، سکول اور کالجز کا قیام ہوا۔ 28 دینی مدارس جاری ہوئے اور 17 ہسپتالوں کا قیام عمل میں آیا۔

قیام پاکستان کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں ہر مرحلہ پر تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ قائد اعظم کی برطانیہ سے ہندوستان واپسی اور مسلمانان ہند کی قیادت کا کام دوبارہ شروع کرنے میں حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات اور کوششیں شامل تھیں۔ آپ کی ہی ہدایت پر اس وقت کے امام مسجد فضل لندن مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے قائد اعظم کو اس کام کے لئے رضامند کیا۔ قیامِ پاکستان پر منتج ہونے والی اس تاریخی خدمت کا غیروں نے بھی برملا اعتراف کیا ہے۔

سیاسی محاذ پر ہندوستان کے مسلمانوں کی پرزور اور بےلوث نمائندگی کا حق حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ نے ادا کیا جو حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی میں کام کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک کو آمرانہ تسلط سے نجات دلانے اور آزادی سے ہمکنار کرنے میں بھی حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ نے ایسی سنہری خدمات سرانجام دیں جو تاریخ عالم کے صفحات سے کبھی مٹائی نہیں جا سکتیں۔ ناشکرے پن سے ان کا انکار تو کیا جا سکتا ہے اور بدنیتی سے ان کا تذکرہ چھپایا تو جا سکتا ہے لیکن یہ ایسی بےلوث خدمات ہیں جو انصاف پسند مسلمانوں کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتیں۔ مسلمانانِ عالم کی یہ خادم جماعت حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت قیادت میں ہر میدان میں سعیٔ مشکور کی توفیق پاتی رہی۔

پیشگوئی کا یہ فقرہ کہ ''وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی'' بار بار بڑی شان سے پورا ہوتا رہا۔

برّصغیر کی تقسیم کے وقت لاکھوں بے سہارا، بھوکے،

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

ہے میڈیا نے بھی اسی طریقہ کو شروع کر دیا ہے کہ برائی کو اتنا پیش کرو کہ وہ کھل کر سامنے آجائے۔ اور اس کے بعد، بعد میں اس کی اصلاح کے لئے تھوڑا سا نتیجہ نکالو۔ یہ بڑا غلط طریقہ ہے۔ اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اسلام نے بھی اجازت نہیں دی۔ برائی کی جب آپ تشہیر کرتے ہیں تو برائی پھیلتی ہے۔ یہ بعد کی بات ہے کہ اس کے نتیجہ میں، اس برائی کو ختم کرنے کے لئے کیا قدم اٹھائے جاتے ہیں اور اس برائی کرنے والے کو کیا سزا دی جاتی ہے، یہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ لیکن تشہیر سے ہمیشہ برائی پھیلتی ہے۔ **اور آپ لوگوں کا یہ بھی کام ہے کہ کسی بھی قسم کی برائی کی تشہیر کو روکیں اور جماعتی** روایات کے خلاف کوئی بھی کام ہو رہا ہے، جماعتی نظام کے خلاف کوئی بھی باتیں ہو رہی ہیں اس کو اگر آپ نیک نیتی سے ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ کار یہی ہے کہ متعلقہ عہدیدار تک یا پھر نیشنل امیر تک اور اگر پھر بھی آپ کی نظر میں اس کی اصلاح نہیں ہو رہی تو مجھ تک پہنچائیں۔ اس لئے یہ ایک بہت بنیادی چیز ہے جس کو ہمیشہ آپ کو یاد رکھنا چاہئے۔

ابھی آپ نے تلاوت سنی اس میں کئی احکامات ہیں۔ آپ لوگ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آواز کو قبول کیا۔ اس زمانے کے امام کو مانا۔ اب اس کے بعد آپ پر بہت سارے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ نئے ہونے والے احمدی جو ہیں وہ تو شرائط بیعت پڑھ لیتے ہیں اور اس کو پڑھ کر وہ احمدی ہو رہے ہوتے ہیں، سمجھ کر احمدی ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سارے پرانے جو ہیں یا پیدائشی احمدی ہیں یا نوجوان نسل جو ہے ان باتوں پر غور ہی نہیں کرتی جن کی بنیاد پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے بیعت لی۔ اور اسی اہمیت کے پیش نظر میں نے شروع میں ہی اپنی خلافت کی ابتداء میں ہی اس کو بڑی تفصیل سے بیان کیا تھا۔ اس لئے اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ آپ لوگوں کی ذمہ داریاں ایک احمدی ہونے کے ناطے بھی بہت بڑی ہیں اور پھر جب آپ لوگ شوریٰ کے ممبر ہیں آپ لوگوں کو مقامی جماعت نے اس لئے منتخب کیا کہ آپ ان کی بہترین نمائندگی کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ مستقل عہدیداران ہیں یا ایک سال کے لئے شوریٰ کے ممبر ہیں۔ آپ پر ایک اعتماد کیا گیا۔ آپ کے سپرد ایک امانت کی گئی ہے اس امانت کا صحیح حق اسی صورت ہی ادا ہو سکتا ہے جب ہمیشہ آپ ذہن میں یہ رکھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی آواز کو سن کر اس کو قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے امام کو مانا، قبول کیا، اس کی بیعت میں شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی توفیق دی کہ جماعت کی خدمت کا کسی نہ کسی رنگ میں موقع میسر آیا۔ اب اس کا حق ادا کرنا ہے۔ اس امانت کا حق ادا کرنا ہے۔ اس کے لئے ہم نے نیک نیتی سے انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے فرائض کی بجاآوری کرنی ہے۔ ورنہ اگر آپ یہ کام نہیں کر رہے تو یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ آپ نے اپنے رب کی آواز سنی یا آپ نے جو امانت آپ کے سپرد کی گئی تھی اس کا حق ادا کیا۔

دوسری بات جو اہم بات ہے جو آخری آیت پڑھی ہے اس کی نصیحتوں میں سے مَیں لے رہا ہوں وہ نمازوں کا قیام ہے۔ نماز، فرائض کی ادائیگی تو بہرحال ضروری ہے۔ ایک عہدیدار، ایک ایسا شخص جس پر جماعت نے یہ اعتماد کیا ہے کہ یہ ہم میں سے تقویٰ کے لحاظ سے بھی بہترین ہے، عقل اور حکمت کے لحاظ سے بھی ہے جو ہمارے یا جماعت کے جو ڈیوٹیاں یا فرائض ہیں ان کو صحیح طور پر انجام دے سکتا ہے۔ تو اس کے لئے یہ بہت بڑا فرض بنتا ہے کہ اپنے نمونے بھی قائم کرے۔ اور بنیادی حکم جو ہے، اپنے نمونوں کے قائم کرنے کا، اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کا وہ نماز کا قیام ہے۔ اس کے لئے آپ لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے آپ میں تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ **بہت سارے عہدیداران ایسے ہیں جن کے بارہ میں مجھے شکایات ملتی ہیں کہ ان کی نمازوں کی باقاعدگی نہیں ہے** بلکہ بعض دفعہ مَیں بعض سے ملاقاتوں میں پوچھ بھی لیتا ہوں۔ اور پتہ لگ رہا ہوتا ہے کہ **وہ پانچ وقت نماز کی ادائیگی نہیں کر رہے۔ اگر یہ ادائیگی نہیں کر رہے تو آپ کا پھر یہ حق بھی نہیں کہ جماعت کی کسی قسم کی خدمت کر سکیں۔** یہ بنیادی چیز ہے، یہ بنیادی حکم ہے اور یہی پیدائش کا مقصد ہے۔ اگر اس کا حق ادا نہیں کر رہے تو پھر آپ جماعت کے حق کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے **عہدیداران اپنے اپنے جائزے لیں۔ شوریٰ کے ممبران اپنے اپنے جائزے لیں اور اپنے نمونے قائم کریں۔ جب آپ نمونے قائم کریں گے۔ عبادت کی طرف توجہ ہو گی۔ نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی ہو گی۔ آپ کے تقویٰ کے معیار بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوگا۔** اور جب یہ چیزیں ہوں گی تو پھر واپس وہیں بات لوٹتی ہے کہ **امانت کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔** آپ کے جو فرائض ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

پھر یہ ایک چیز ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ’’ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (الشوریٰ:38) ‘‘ کہ آپس میں مشورے کرکے بات کرنی ہے۔ یہ بھی ایک بہت ضروری چیز ہے چاہے وہ مقامی سطح پر ہو یا نیشنل سطح پر ہو۔ آپ کے **تمام فیصلے جو ہیں وہ مشاورت پر ہونے چاہئیں۔ اگر جماعت احمدیہ میں یا اسلام میں کسی کو کسی بھی فیصلہ کو Overrule کرنے کی اجازت ہے تو وہ خلیفۂ وقت کو ہے۔ اس کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے عہدے دار کا بھی چاہے وہ نیشنل سطح پر ہے یا مقامی سطح پر کسی اکثریتی فیصلہ کو ردّ کرنے کا حق نہیں ہے۔**

اور اگر اختلاف ہے تو اس کے لئے جماعت میں ایک نظام ہے۔ اس کے لئے لکھنا چاہئے کہ یہ ہماری شوریٰ کی اکثریت کی رائے ہے۔ یا یہ ہماری عاملہ کی اکثریت کی رائے ہے لیکن امیر کو یا مقامی امیر یا ریجنل امیر یا نیشنل امیر کو اس سے اختلاف ہے اور یہ ہماری رائے ہے۔ یا کسی بھی شخص کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس کی اختلافی رائے بھی ساتھ آسکتی ہے۔ اور آتی ہے اور آنی چاہئے۔ **لیکن اس کو چاہے وہ نیشنل امیر ہی ہیں کسی بھی حکم کو Impose کرنے کی اجازت نہیں۔**

اس لئے شوریٰ کا جو مقصد ہے وہ یہ ہے اور حضرت عمرؓ نے تو بڑا واضح طور پر بتایا تھا کہ خلافت بھی شوریٰ کے بغیر نہیں ہے۔ اسی لئے تو نظام شوریٰ دنیا میں ہر جگہ قائم ہے۔ **اور نظام خلافت کے بعد جماعت احمدیہ میں شوریٰ کا ادارہ ہی ہے جو سب سے بڑا ادارہ ہے۔** اس لئے آپ کا یہ جو مقام ہے یہ حیثیت ہے یہ ممبرشپ ہے ایک سال کے لئے یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ خلافت کے بعد سب سے اہم جو کسی کو ڈیوٹی سپرد کی گئی ہے، فرض سپرد کیا گیا ہے، کام سپرد کیا گیا ہے۔ وہ شوریٰ کا ممبر ہونا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ آپ کا ایک مقام ہے اور جب آپ یہ مدنظر رکھیں گے کہ ممبر آف شوریٰ ہونے کی حیثیت سے آپ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں، پھر خود اپنے جائزے لیتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دیں گے۔ ان کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ کریں گے۔

اور پھر یہ ہے ’’ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (البقرۃ: 5) ‘‘ یہ بھی ایک مؤمنین کی جماعت کا ایک طرہ امتیاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں‘‘۔

حضور انور نے فرمایا:

’’ یہ مختلف باتیں مَیں اس لئے کر رہا ہوں کہ بعض باتیں آگے مَیں نے آپ کے سامنے رکھنی ہیں۔ ان میں ان ساری چیزوں کا ذکر آجائے گا۔ **اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کی جماعت، اکثریت اس میں سے بہت مخلص ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ تحریک جدید میں آپ لوگوں کا ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن بعض جگہوں سے ایسی رپورٹس بھی ملتی ہیں کہ اگر ایک طرف توجہ پیدا ہوتی ہے قربانی کے لئے تو دوسرا جو فرض ہے اس کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعتوں کے اندر صرف سیکرٹری مال کا ہی یہ فرض نہیں ہے یا صدر جماعت کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ جماعتوں کو توجہ دلائے، یا سیکرٹری تحریک جدید یا وقف جدید کا فرض نہیں ہے کہ مالی قربانی کی طرف توجہ کرے بلکہ جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں ممبران شوریٰ جو ایک سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں ان کے بھی اسی طرح فرض ہیں۔** اور اس فرض کو آپ تب پورا کر سکتے ہیں جب خود بھی ایک نمونہ ہوں، جب آپ کی عبادتیں بھی ایک نمونہ ہوں گی۔ جب آپ کے اخلاق بھی ایک نمونہ ہوں گے۔ جب آپ کی مالی قربانیاں بھی ایک نمونہ ہوں گی۔ اور جب آپ کو وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ صرف مال ہی قربان نہیں کرنا بلکہ جتنی صلاحیتیں ہیں آپ کی، جتنی استعدادیں ہیں آپ کی، ان کی قربانی بھی اس رزق میں شامل ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ **اگر آپ اپنی تمام تر صلاحیتیں، جماعتی مفاد کیلئے جماعتی ترقی کے لئے بروئے کار نہیں لاتے تو حق ادا نہیں کر رہے۔** چاہے وہ عہدیداران ہیں، **مستقل عہدیداران یعنی تین سال کے لئے منتخب عہدیداران ہیں یا ایک سال کے لئے شوریٰ کے ممبران۔** جیسا کہ مَیں نے کہا ایک لحاظ سے شوریٰ کے ممبران کا مقام عہدیداران سے اس لئے بڑھ جاتا ہے کہ مجلس شوریٰ خلافت کے بعد سب سے بڑا ادارہ ہے جماعت احمدیہ میں، اس اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ پس یہ فرائض ہیں جن کا اب میں نے مختصر ذکر کیا۔ آپ کے ذمہ ہیں آپ نے ادا کرنے ہیں‘‘۔

حضور انور نے فرمایا:

’’ ایک بات اور بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ خلافت کا ایک بہت بڑا کام یہ ہے کہ انصاف کو قائم کیا جائے۔ اور جب جماعتیں دنیا میں ہر جگہ پھیل گئی ہیں خلیفہ وقت ہر جگہ جا کر ہر ایک کے حالات سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو ہر ایک کی حالت کا علم نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے عہدیداران منتخب کئے جاتے ہیں اور اسی لئے آپ لوگوں کو منتخب کیا گیا ہے کہ یہ انصاف قائم کرنے میں خلیفہ وقت کی مدد کریں۔

اور اگر کوئی عہدیدار کسی بھی فرد جماعت سے زیادتی کرتا ہے یا انصاف کے تقاضے پورے نہ کرتے ہوئے کسی بھی قسم کی غلط رپورٹ کرتا ہے یا اپنے ذاتی مفادات یا اپنے رشتہ داروں کے مفادات کو مقدم رکھتا ہے تو وہ نہ صرف یہ کہ اپنا حق ادا نہیں کر رہا بلکہ وہ انتہائی ظلم کر رہا ہے۔ اور کسی کا حق چھنوا کر، کسی پر ظلم کروا کر، کسی کو سزا دلوا کر وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہا ہے۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس سے اس دنیا میں کیا سلوک کرنا ہے اور پھر آخرت میں مرنے کے بعد کیا سلوک ہوگا۔ **لیکن یہ واضح ہو کہ عہدیداروں کو نیک نیتی سے اپنے فرائض کو سرانجام دینا ہوگا۔ اگر آپ کی کسی غلط رپورٹ پر میں غلط ایکشن لیتا ہوں تو اس میں قصور آپ کا ہے۔** بعض دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ یہاں بھی ہوئے ہیں اور جگہوں پر بھی ہو جاتے ہیں جہاں عہدیداران کی رپورٹ پر مثلاً کسی کا جماعت سے اخراج ہو گیا اور پھر جب مَیں نے اپنے طور پر بعد میں پر تحقیق کروائی تو اتنا زیادہ قصور ہی نہیں ہوتا کہ اس کو اخراج کی سزا دی جائے۔ ان کو سزا کی معافی مل جاتی ہے۔ اور کئی جگہ ایسا بھی ہوا ہے کہ مَیں نے پھر ان عہدیداران کو ہی معطل کر دیا۔ معطل نہیں بلکہ فارغ کر دیا۔ یہ چیز بھی ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے کہ آپ لوگوں کے فرائض میں یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ افراد جماعت کے جو حقوق ہیں ان کو اپنے ذاتی مفادات پر ترجیح نہ دیں۔ قرآن کریم کا بڑا واضح حکم ہے کہ اگر تمہیں اپنے خلاف یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ دوسروں کو تو ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم یہ ہے کہ تمہیں کسی قوم کی دشمنی

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

بھی عدل سے محروم نہ رکھے۔ اِعْدِلُوْا کیونکہ یہ تقویٰ کے قریب ہے تو اس لئے یہ بھی ایک بہت اہم ذمہ واری ہے جو عہدیداران کی بھی ہے اور جب تک آپ نمائندے ہیں آپ کی بھی۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ کسی **عہدیدار نے غلط رپورٹ کر کے کسی کا کسی وجہ سے اخراج کروایا ہے اور حقیقت اس کے برخلاف ہے تو آپ کو نیشنل امیر کو رپورٹ کرنی چاہئے۔ اور اگر سمجھتے ہیں کہ وہاں اس کی شنوائی نہیں ہو رہی تو آپ مجھے رپورٹ کر سکتے ہیں۔**

جیسا کہ پہلے شروع میں کہہ چکا ہوں کہ **جماعت کے اندر انصاف کا قیام یہ بہت اہم ذمہ داری ہے۔** آپس میں محبت کی فضا ہونی چاہئے۔ کئی خطبات میں اس بات پر رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے بارے میں دے چکا ہوں۔ لیکن بعض دفعہ یہاں دیکھا ہے مَیں نے جوں جوں جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے آپس میں بعض طبقات میں انصاف کے تقاضے نہ صرف یہ کہ پورے نہیں کئے جا رہے بلکہ بعض جگہ ظلم بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ ظلم کسی صورت برداشت نہیں ہوگا جیسا کہ مَیں نے کہا کئی جگہ ایسا ہوا پھر مَیں نے عہدیداران کو ہٹا دیا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کا کام ہے کہ نظر رکھیں''۔

شوریٰ کے اجلاس میں اس افتتاحی خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت جرمنی کے بجٹ، ان کی وصولی کی رفتار، ان کے بقایا جات، آمد اور اخراجات اور مساجد کے لئے چندوں کی وصولی کا بڑی تفصیل سے جائزہ لیا اور ممبران شوریٰ سے ان کی آراء بھی حاصل کیں۔ 18 ممبران نے اپنی رائے پیش کی۔ ممبران شوریٰ جب اپنی آراء پیش کر رہے تھے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساتھ ساتھ درج ذیل ہدایات فرمائیں۔

☆...... **چندہ عام لازمی ہے۔ سو (100) مساجد یا دوسرا کوئی چندہ لازمی نہیں ہے۔ پہلے چندہ عام پورا کریں پھر بعد میں دوسرے چندوں کی ادائیگی ہو۔**

☆...... ایک ممبر کی اس رائے پر کہ اگلا جلسہ سالانہ جون میں ہے۔ اس طرح ایک سال میں دو جلسوں کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے بجٹ میں مزید کمی ہو جائے گی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ''کمی کیوں ہوگی۔ اپنی آمد درست کریں۔ جو آپ کی آمد کا بجٹ ہے اس کے مطابق چندے دیں اور بقایا ادا کریں۔ اور اس کے مطابق وصولی ہو تو کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اگر آپ چندہ وصیت اور چندہ عام کی طرف توجہ دے رہے ہیں تو دونوں جلسے ہو جائیں گے ایک سال میں''۔

☆...... حضور انور نے چھ ماہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سہولت کسانوں کے لئے تھی۔ لیکن اب ہر ماہ کمانے والے بھی چھ ماہ کے بقایا دار ہونے شروع ہو گئے ہیں اور اس سہولت سے غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

☆...... مساجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینے کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ بعض ممالک میں لوگوں نے اپنی کاریں اور گھر بیچ کر بھی مسجد کے بارہ میں اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ حالات خواہ کیسے ہی ہوں اگر قربانی کی یہ روح پیدا ہو جاتی ہے، اگر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے تو پھر آپ کے تربیتی مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور جماعت کئی گنا آگے بڑھے گی۔

☆...... حضور انور نے فرمایا: **جماعت کو یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ چھ ماہ کا بقایا دار ہونا اصول نہیں ہے۔ یہ سہولت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کی آمد چھ ماہ بعد آتی ہے۔**

☆...... ایک ممبر کی رائے پر کہ جامعہ کے اخراجات کے لئے علیحدہ فنڈ اکٹھا کیا جائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان میں بھی جامعہ ہے اس کے لئے کونسی تحریک کی جاتی ہے۔ جو بھی مرکزی چندے ہیں بجٹ میں ان میں سے ہی جامعہ کا بجٹ نکل رہا ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے اخراجات بھی مرکزی بجٹ سے ہو رہے ہوتے ہیں۔ صرف یہ احساس پیدا کریں کہ ہم نے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرنا ہے۔ عہدیداروں کا یہ کام ہے کہ وہ احساس دلائیں۔

☆...... حضور انور نے فرمایا: **اپنے بجٹ، اپنے چندے صحیح طور پر ادا کریں اور اپنے اخراجات پر کنٹرول کریں تو جامعہ کی تعمیر کے اخراجات کے لئے رقم نکال سکتے ہیں۔ آپ کتنی تحریکیں کریں گے۔ جیب تو ایک ہی ہے۔**

☆...... حضور انور نے فرمایا: **جہاں تک آمد کا تعلق ہے تقویٰ کے ساتھ لکھوانی چاہئے۔ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تربیت کی ضرورت ہے۔ جو قربانی کرنی ہے دین کی خاطر کرنی ہے۔ خدا کی خاطر کرنی ہے۔ یہ کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ ان کو بتائیں۔ قربانیاں تو تنگیاں برداشت کر کے کی جاتی ہیں۔ جو دس لاکھ میں سے ایک لاکھ چندہ دے دیتا ہے وہ اتنی قربانی نہیں ہے جو اپنی بہت کم آمد سے قربانی کر کے چندہ دیتا ہے۔**

☆...... حضور انور نے فرمایا کہ **اپنی آمد لکھوانے اور چندہ ادا کرنے میں غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کم ادا کرنا ہے تو اس کی اجازت لے لو۔**

☆...... حضور انور نے فرمایا: لوکل جماعتیں قربانی کرتی ہیں۔ صرف ان کو احساس دلانے کی ضرورت ہے۔

☆...... حضور انور نے فرمایا: ''**مساجد کی تعمیر میں مرکز کا کام مدد کرنا ہے۔ اس میں مقامی جماعت کی Involvement ہونی چاہئے۔ یہ سوال بھی حل ہو جائے گا کہ جو میٹریل تعمیر کے بعد بچ جاتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ جب مقامی جماعت نگرانی کر رہی ہوگی تو وہ ذمہ دار ہوگی**''۔

☆...... حضور انور نے فرمایا: ''**موصیان اگر کم آمد لکھواتے ہیں تو اس کی رپورٹ آنی چاہئے۔ اس کی وصیت کینسل ہونی چاہئے**''۔

☆...... اس رائے کے اظہار پر کہ ہمیں حضور انور مساجد کی تعمیر کے لئے کوئی رقم اکٹھی کرنے کا ٹارگٹ دیں، حضور نے فرمایا کہ ٹارگٹ تو مَیں ذیلی تنظیموں کو ایک ایک ملین یورو کا دے چکا ہوں۔ اسی طرح کئی جگہ 3 لاکھ یورو سے لے کر 8، 9 لاکھ یورو تک مقامی جماعتوں پر ڈالے گئے ہیں اور مقامی جماعتیں ادا بھی کر رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: صرف احساس ہے اگر پیدا ہو جائے تو بنا لیں گے۔ اگر احساس نہ ہوا اور اس طرف توجہ نہیں تو پھر صرف یہ نہیں کہ خدا کا گھر نہ بنا رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی تربیتی سینٹر نہ ہونے کی وجہ سے خراب کر رہے ہوں گے۔

☆...... ایک ممبر نے اپنی رائے دیتے ہوئے بتایا کہ ہمارے حلقہ میں اجلاس میں چندہ وصول کرنے کی روٹین بن گئی ہے۔ کبھی سیکرٹری مال اجلاس میں آتا ہے تو وصول کر لیتا ہے۔ کبھی کسی اجلاس میں نہیں آتا تو لوگ چندہ نہیں دے سکتے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ **چندہ ادا کرنے کی ذمہ داری تو ہر شخص کی اپنی ہے۔ اگر یہی اصول ہے کہ اجلاس میں وصول کرنا ہے تو پھر سیکرٹری مال کو آنا چاہئے۔ اگر نہیں آتا تو اس کی رپورٹ ہونی چاہئے۔**

☆...... حضور انور نے فرمایا: ''**اخراجات کم کرنے کی طرف مَیں مسلسل توجہ دلا رہا ہوں۔ جو بھی یہاں کے مرکزی دفاتر ہیں، ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں وہ نوٹ کریں کہ اپنے اخراجات کم کریں**''۔

☆...... جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت سی گاڑیاں کرایہ پر حاصل کی جاتی ہیں۔ حضور انور نے افسر جلسہ سالانہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ **آپ نوٹ کریں گاڑیوں کے بارہ میں کہ ہر گاڑی میں یہ ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کہاں جا رہی ہے اور کیا استعمال ہو رہا ہے۔ ہر گاڑی میں نوٹ بک ہو جس میں ان تمام چیزوں کا اندراج ہو۔**

☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ **اگر کسی عمارت کو، پراپرٹی کو فروخت کرنا ہو تو جب تک اس کا سارا معاملہ میرے سامنے پیش نہیں ہوتا تو اس کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔**

☆...... حضور نے فرمایا: ''**کافی خطوط میرے پاس آتے ہیں جس میں مقامی جماعت مساجد کی تعمیر اور پراپرٹی کی خرید وغیرہ میں Involve ہوتی ہے لیکن جہاں کسی مقامی جماعت کو Involve نہیں کیا گیا وہاں اب Involve کرنا چاہئے۔ مقامی جماعتوں کی Involvement اتنی ہونی چاہئے کہ ان کو ہر بات کا پتہ ہونا چاہئے۔ نقشے کا بھی مشورہ لے لیا جائے۔ اگر مقامی جماعت کی ڈیمانڈ زیادہ ہے تو** پھر ان کو سمجھائیں کہ یہ آپ کی ضرورت ہے اور یہ آپ کا بجٹ ہے اور یہ ہم دیں گے تو ان کو آرام سے پیار سے سمجھائیں۔

☆...... حضور انور نے فرمایا: ''**جو لوگ یہاں سے پاکستان جاتے ہیں وہاں شادیوں وغیرہ میں فضول خرچی کرتے ہیں تو ان کو سمجھایا جائے کہ وہاں جا کر فضول خرچی کرنے کی بجائے یہاں مساجد میں چندہ ادا کریں۔** پس توجہ دلاتے جائیں گے تو جماعت میں روح پیدا ہوگی۔

☆...... چندوں کے بقایا جات کی وصولی اور چندوں کے نظام کو بہتر بنانے سے متعلق جب ممبران شوریٰ اپنی رائے کا اظہار کر چکے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جہاں تک چندوں کے بقایوں کا سوال ہے یہ جماعت کا ایک مزاج بھی ہے کہ اکتوبر تک ہم نے تحریک جدید کا چندہ پورا کرنا ہے۔ دسمبر تک ہم نے وقف جدید کا چندہ پورا کرنا ہے۔ اور پھر فروری، مارچ، اپریل میں زیادہ زور دے کر جون میں جماعتی لازمی چندہ جات پورے کرنے ہیں۔ اس مزاج کو ضروری نہیں ہے کہ قائم رکھا جائے۔ اچھی روایات ہوتی ہیں انکو قائم رکھنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن جو روایات اچھی نہ ہوں ان میں اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ **مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ چھ (6) مہینے کا بقایا دار ہونا صرف ان کے لئے ہے جن کی چھ (6) مہینے کے بعد آمد ہوتی ہے۔ باقی لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ ہر مہینے جو بھی چندہ انہوں نے ادا کرنا ہے اپنی ماہانہ آمد میں سے فکس (Fix) کریں اور نکال کے علیحدہ کر دیں۔** بہت سارے لوگ ایسے ہیں میں ان کو جانتا ہوں کہ جو ہر مہینہ کی آمد ہوتی ہے جو بھی چندہ انہوں نے مقرر کیا ہوا ہے وہ اس میں سے پہلے ہی نکال کر الگ کر لیتے ہیں۔ جو آمد کا سولہواں حصّہ چندہ ہے وہ تو خیر انہوں نے دینا ہی ہے اور اگر موصی ہے تو دسواں حصہ وہ علیحدہ کرتے ہیں۔ تحریک جدید کا جو چندہ اپنے لئے انہوں نے مقرر کیا ہوا ہے اس کا ہر مہینہ بارھواں حصہ نکال دیتے ہیں اسی طرح وقف جدید کا بھی نکال دیتے ہیں۔ باقی جو بچتا ہے وہ کہتے ہیں یہ ہمارے اخراجات کے لئے ہے۔ **اس طرح کی سوچ پیدا کرنے کے لئے تربیت کی ضرورت ہے۔ یہ عہدیداران کا کام ہے کہ وہ کریں اور اس میں خود اپنے نمونے پہلے دکھائیں۔ اگر آپ لوگ اپنے نمونے نہیں دکھائیں گے تو کوئی آپ کی بات نہیں مانے گا**''۔

(باقی آئندہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

بقیہ:ایک عظیم الشان پیشگوئی از صفحہ نمبر 9

پیاسے اور در بدر ٹھوکریں کھانے والے مہاجرین کی جس طرح منظّم طور پر بے لوث خدمت جماعت احمدیہ کے رضا کاروں نے کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک زرّیں باب ہے۔اس عظیم خدمت کے پیچھے حضرت مصلح موعودؓ کا شفیق وجود متحرک نظر آتا ہے۔قیامِ پاکستان کے بعد اہل کشمیر کو ہندوؤں کے مظالم سے نجات دلانے اور کشمیر کی تحریکِ آزادی کو منظّم کرنے کے سلسلہ میں بھی حضرت مصلح موعودؓ نے بنیادی اور کلیدی کردار ادا کیا۔آپؓ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پہلے صدر رہے۔حکومت پاکستان کی درخواست پر آپ کی زیر ہدایت فرقان فورس نے کشمیر کے محاذ پر فوجی خدمات سرانجام دیں۔یہ بٹالین احمدی رضا کاروں پر مشتمل تھی جس نے 1948 سے 1950 تک بہت جوش اور مستعدی سے کشمیر کے محاذ پر پاکستانی فوج کی مدد کی۔احمدی رضا کاروں کو حکومت پاکستان اور اخبارات نے اس خدمت پر دل کھول کر خراجِ تحسین پیش کیا۔

جماعت کے نظام کو مستحکم اور منظّم کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق پائی ان کی فہرست بہت طویل ہے۔آپؓ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ منصبِ خلافت پر فائز رہے۔ تنظیم کا کام اس سارے عرصہ میں جاری رہا۔جماعت کے انتظامی ڈھانچہ کو مستحکم کرنے کے لئے آپ نے 1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کے نظام کو وسعت دی ۔ جماعت کے مردوں اور عورتوں کو مختلف ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے دائرہ کار میں متحرک اور فعال بنانا بھی آپؓ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔1922ء میں لجنہ اماءِ اللہ اور 1928ء میں ناصرات الاحمدیہ کا نظام قائم فرمایا۔ خدام الاحمدیہ کا قیام 1938ء میں ہوا جبکہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم 1940 میں بنائی گئی۔اسی سال مجلس انصار اللہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔نظامِ خلافت کے بعد مجلسِ شوریٰ کا نظام سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔اس کا آغاز 1922ء سے فرمایا۔آپ نے باقاعدہ وقف زندگی کی تحریک 1917ء میں کی اوران واقفین کی تعلیم وتربیت کے لئے 1928ء میں جامعہ احمدیہ قائم فرمایا۔دارالقضاء کا قیام 1925ء میں عمل میں آیا۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت سے نازک مراحل آئے لیکن عشاقِ اسلام کا یہ کارواں اپنے صاحب شکوہ، مسیحی نفس امام کی قیادت میں ہمیشہ امن وسلامتی کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا رہا۔پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق خدا کا سایہ اس کے سر پر تھا اور نصرتِ خداوندی کے سایہ میں اس نے دشمن کی ہر تدبیر کو ناکام ونامراد بنا دیا۔1923ء میں ہندوؤں نے دوسرے لوگوں اور بالخصوص مسلمانوں کو ہندو بنانے کا عزم لے کر شدھی کی زبردست تحریک شروع کی۔بہت سے مسلمان اس ریلے میں بہ کر ہندو ہوگئے۔یہ صورتحال دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کا دل سخت بے چین ہوگیا اور آپؓ نے شدھی کی اس تحریک کے مقابل پر جوابی تحریک شروع فرمائی۔احمدیت کے وفا شعار مجاہدین نے آپؓ کی زیر ہدایت ایسی جانثاری سے اس جہاد میں حصہ لیا کہ نہ صرف بہت سے مسلمان ہندو ہونے سے بچ گئے بلکہ جو لوگ ہندو ہوگئے تھے وہ دوبارہ اسلام کی آغوش میں آگئے۔

1934ء میں احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر تحریک جاری کی۔ان کا دعویٰ تھا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے، جماعت احمدیہ کو دنیا سے کلیۃً نابود کردیں گے اور اس جماعت کا نام ونشان مٹا کر دم لیں گے۔حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی خداداد فراست سے نہ صرف احرار کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملادیا بلکہ اس ناپاک منصوبہ کے جواب میں ''تحریک جدید'' کے نام سے ایک ہمہ گیر انقلابی تحریک کا آغاز فرمایا جس کے ذریعہ ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔اس تحریک جدید کے شیریں ثمرات نے آج کُل عالم کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے اور دنیا کے اکثر ممالک اسی بابرکت تحریک سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

1947ء میں جب برّصغیر کی تقسیم عمل میں آئی تو جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس مرکز قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔یہ وقت جماعت کے لئے بہت ہی کٹھن تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے کمال فراست اور حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف افراد جماعت کی جانی ومالی حفاظت کا انتظام کیا بلکہ پاکستان میں جماعت کے لئے نیا مرکز بھی قائم کر دیا۔ایک سال کے اندر اندر دارالہجرت ربوہ کا قیام فی الحقیقت ایک معجزہ سے کم نہیں۔بے آب وگیاہ، ویران وبنجر سرزمین کی جگہ اب ایک سرسبز وشاداب، ترقی یافتہ، پر رونق اور خوبصورت شہر آباد ہے۔ربوہ کا وجود قائم ودائم رہے گا۔کوئی جبری قانون اس کے نام کو مٹا نہیں سکتا۔اس بستی کا چپہ چپہ اس بات کا گواہ رہے گا کہ اس کا بانی صاحبِ عزم بھی تھا اور صاحبِ عظمت بھی۔

مخالفت کی آندھیاں ہمیشہ سے خدائی جماعتوں کی تاریخ کا حصہ رہی ہیں۔1953ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف مجلسِ احرار نے ایک ملک گیر تحریک چلائی۔ان کے عزائم انتہائی ظالمانہ اور خطرناک تھے۔ایسے مراحل بھی آئے کہ بڑے صاحبِ حوصلہ لوگوں کے پتے پانی ہو رہے تھے لیکن وہ مبارک وجود جس کو خدا نے اپنے کلام میں ''سخت ذہین وفہیم'' فرمایا، جس کے نزول کو بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب قرار دیا، وہ اولوالعزم راہنما، جماعت کے سر پر موجود تھا اور اس کے سر پر خدا کا سایہ تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس نازک دور میں جماعت کی حفاظت اور راہنمائی کا فریضہ انتہائی خوش اسلوبی سے ادا فرمایا اور اللہ سے خبر پا کر یہ اعلان بھی فرمایا کہ گھبراؤ نہیں مَیں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد کو دوڑا چلا آ رہا ہے۔ان ہنگاموں کے نتیجہ میں چند خوش قسمت احمدیوں نے شہادت کا اعزاز پایا لیکن مخالفت کا یہ سیلاب جماعت کی ترقی کو ہرگز روک نہ سکا۔بلکہ جماعت کی مستقل ترقی کا ایک اور وسیلہ تحریکِ وقف جدید کی صورت میں نمودار ہوا جس کا آغاز حضرت مصلح موعودؓ نے 1957ء کے آخر پر فرمایا۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

پیشگوئی مصلح موعود میں فرزندِ موعود کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ ''وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا''

اس کا ایمان افروز ظہور اس طور پر ہوا کہ خدائے علّام الغیوب نے حضرت مصلح موعودؓ کو دنیاوی ڈگریوں کے بغیر اور نہایت کمزور صحت کے باوجود دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال کر دیا۔آپ کو مطالعہ کا بہت زیادہ شوق تھا۔اس ذریعہ سے جو علم آپ حاصل کر سکتے تھے وہ آپؓ نے کیا۔اس پر مزید یہ کہ اس سخت ذہین وفہیم انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا سایہ تھا۔خدا نے اس میں اپنی روح ڈال کر اس کو اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح فرمایا۔ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کے اجتماع نے نورٌ علیٰ نور کی کیفیت پیدا فرمادی اور دنیا نے دیکھا، سنا اور بارہا مشاہدہ کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے دینی معاملات میں ایسا بلند علمی مرتبہ حاصل کیا جو اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا۔آپؓ نے اپنی زندگی میں کم وبیش 225 کتب و رسائل تصنیف فرمائے۔ان کتب میں سے چند ایک کے نام بطور نمونہ حسب ذیل ہیں:

دیباچہ تفسیر القرآن۔فضائل القرآن۔سیرت خیر الرسل۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔دعوت الامیر۔اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ملائکۃ اللہ۔ہستیٔ باری تعالیٰ۔منہاج الطالبین۔ سیر روحانی۔وغیرہ۔آپ کی جملہ کتب ''انوار العلوم'' کے نام سے شائع ہوچکی ہیں۔

ان بلند پایہ علمی تصانیف سے بہت بڑھ کر آپؓ کے خداداد علم کا شاہکار آپؓ کی تصنیف فرمودہ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر ہیں۔قریباً دس ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی یہ تفسیر کبیر لاجواب معارف سے پُر ہے۔آپؓ کی علمی تصانیف اور بالخصوص تفسیر کبیر پڑھ کر بڑے بڑے علماء اور ماہرین علوم نے آپؓ کے تبحّر علمی کا اعتراف کیا۔آپؓ کے فیض رساں علمی وجود کے ذریعہ دنیا کو جو برکت نصیب ہوئی اس کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں دنیا کی سولہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت ہوئی اور آپؓ کی زیر نگرانی قریباً چالیس اخبارات اور رسائل دنیا کے مختلف ممالک سے جاری ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی متحرک اور خدمات دینیہ سے بھرپور زندگی کے اگر دو جامع عناوین دیئے جاسکتے ہیں تو وہ اشاعتِ اسلام اور خدمتِ قرآن ہیں۔یہ دونوں باتیں تو گویا آپؓ کی روح کی غذا تھیں۔آپؓ نے تحریر وتقریر کے میدان میں ان مقاصدِ عالیہ کی خاطر انتھک خدمات سرانجام دیں۔اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے قلم اور زبان میں ایسی دلکشی اور شیرینی رکھ دی تھی کہ پڑھنے والے آپؓ کی تحریرات پڑھتے ہوئے علمی معارف میں گم ہوکر رہ جاتے اور آپؓ کی تقریریں سننے والے گھنٹوں آپؓ کے خطابات سنتے رہتے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔لاریب آپؓ اپنے وقت کے عظیم مصنف اور لاثانی خطیب تھے۔مقدس باپ سلطان القلم تھا تو عظیم بیٹا سلطان البیان تھا۔حق یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ساری زندگی، اور ساری خداداد صلاحیتیں اس راہ میں وقف کردیں۔جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں۔

1924ء کا سال حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کا ایک اہم سال ثابت ہوا۔آپؓ نے لندن میں منعقد ہونے والی مذاہبِ عالم کے نمائندگان کی عالمی کانفرنس میں شمولیت فرمائی۔یہ کانفرنس ویمبلے امپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن میں منعقد ہوئی۔آپؓ نے اس کانفرنس کے لئے ایک خطاب لکھا جس کا انگریزی ترجمہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اجلاس میں سنایا۔آپؓ کا یہ معرکۃ الآراء خطاب بعد ازاں ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔اسی سفر کے دوران حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے پرسوز دعاؤں کے ساتھ رکھا۔یہ سنگ بنیاد گویا یورپ بلکہ ایک لحاظ سے ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی عالمگیر مہم میں ایک سنگِ میل ثابت ہوا۔

لندن میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کے بعد تو اکناف عالم میں مساجد اور تبلیغی مراکز کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر آن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔اشاعتِ اسلام کی ان ہمہ گیر کوششوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کا تشخص دنیا کے کونے کونے میں متحقق ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا مبارک نام بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا ہے۔

خدمتِ اسلام کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اور بہت ہی نمایاں کارنامہ 1928ء میں سیرت النبی ﷺ کے مبارک جلسوں کا آغاز ہے۔سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو داغدار بنانے کے مذموم ارادہ سے جب دشمنانِ اسلام نے رنگیلا رسول جیسی ناپاک کتابیں شائع کیں تو قلبِ محمودؓ پر ایک قیامت گذر گئی۔آپؓ نے اس ناپاک اور ظالمانہ کوشش کے مثبت اور مؤثر جواب کے طور پر سارے ملک میں سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا اہتمام کروایا۔ایسی شان سے یہ جلسے منعقد ہوئے کہ قریہ قریہ اور بستی بستی حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام سے گونج اٹھے۔بعد میں یہ سلسلہ اور بھی وسیع ہوگیا اور اب تو سیرت النبی ﷺ کے یہ بابرکت جلسے جماعت احمدیہ عالمگیر کی پہچان بن گئے ہیں۔

اس عظیم پیشگوئی کے سب پہلوؤں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔حق یہ ہے کہ پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ، رب ذوالجلال کی قدرت، عظمت، جلال اور رحمت کا ایک تابندہ نشان ہے۔ہر پہلو سے ایک تابناک معجزہ ہے۔ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ خدائے قادر کا کلام تھا جو بڑی شان سے پورا ہوا۔دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو سنا، وہ برحق تھا۔آپؑ نے دنیا کو جو بتایا، وہ سچ تھا۔اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پر ثابت کردیا کہ غلامِ احمد ہی وہ سچا مہدی اور مسیح ہے جس کی سچائی ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت، طاقت اور جبروت کا یہ زندہ نشان اسے عطا فرمایا!

لاکھوں لاکھ درود وسلام ہوں حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ ﷺ کے مبارک نام احمدؐ کی برکت سے ایک غلامِ احمدؐ کو آپ ﷺ کی غلامی کی برکت سے امتی نبوت کا تاج پہنایا گیا۔پھر اس غلامِ احمد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق ایک فرزند موعود سے نوازا جو ان ساری صفات کا مصداق ثابت ہوا جن کا ذکر مقدس پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ کلام اللہ کا مرتبہ اس شان سے پورا ہوا کہ پیشگوئی کا ایک ایک حرف اس پر صادق آیا اور ایک ایک بات کلام اللہ کی صداقت پر گواہ ٹھہری۔حق یہ ہے کہ پیشگوئی کا اس طور پر ایمان افروز ظہور ہمیشہ ہمیش کے لئے صداقتِ اسلام کا ایک زندۂ جاوید نشان ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ تو انسان ہونے کے ناطے، اس دنیا سے فائز المرام رخصت ہوئے اور اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھائے گئے لیکن یہ آسمانی نشان ہمیشہ زندہ رہے گا اور حضرت مصلح موعودؓ کی حسین یاد بھی اس نشان کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گی کہ یہ عظیم الشان پیش خبری آپؓ کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور اس کے فیوض قیامت تک جاری وساری رہیں گے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

اس عظیم الشان پیشگوئی کے ایمان افروز ظہور کو دیکھ کر اور اس پیشگوئی کی جاری وساری عالمگیر تاثیرات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد آج الحمد للہ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ

اب وقت آگیا ہے کہ کہتے ہیں حق شناس
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

ماؤری (MAORI) زبان میں ترجمہ قرآن کریم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کو خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم پیش کرنے کی توفیق ملتی چلی آرہی ہے۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ ہے جس کا پہلا حصہ (Vol. 1) جوکہ قرآن کریم کے پہلے پندرہ پاروں پر مشتمل خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے سال میں طبع ہوکر منصۂ شہود پرآیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2008ء کے موقعہ پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں اس ترجمہ قرآن کی اشاعت کا اعلان فرمایا۔ قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم شکیل احمد صاحب منیر سابق امیرو مبلغ انچارج جماعت آسٹریلیا کو حاصل ہوئی ہے۔

نیوزی لینڈ کے قدیم آبادکار ماؤری قبائل،جن کی کچھ تعداد آسٹریلیا اور بحرالکاہل کے چند جزائر پر بھی آباد ہے، کی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی داستان تقریباً دودہائیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔جماعت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی (1989ء) کے موقعہ پر جن زبانوں میں قرآن کریم کی منتخبہ آیات کے تراجم پیش کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا ان میں سے ایک ماؤری زبان بھی تھی۔اس دور میں جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا باقاعدہ قیام ابھی عمل میں نہیں آیا تھا اس لئے مرکز کی طرف سے منتخبہ قرآنی آیات کا ماؤری زبان میں ترجمہ کروانے کا کام جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے سپرد کیا گیا۔مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر کو بطور امیرومشنری انچارج جماعت احمدیہ آسٹریلیا اس ترجمہ کے لئے کسی ماہر زبان کی تلاش میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا اور آخرکار نیوزی لینڈ کے ایک ماؤری لیڈر (Kaumatua)، Prof. Maurice Wilson نے اس کام کو سرانجام دیا۔مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر کو خود بھی اس دوران بعض کتب اور ماؤری لغات کی مدد سے ماؤری زبان سے ابتدائی شناسائی حاصل کرنے کا موقعہ ملا اوراسی کی بدولت منتخبہ قرآنی آیات کے ماؤری ترجمہ کے معیار کے متعلق پوری تسلی نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نموننۃً اشاعت ہی عمل میں لائی گئی۔ ماؤری لوگوں کے ترجمہ کے معیار کے متعلق عدم تسلی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ بعض جگہ قرآنی آیات کا ترجمہ اپنے روایتی ماؤری عقائد کے مطابق کردیتے تھے جوکہ قرآنی تعلیم کے متضاد ہوتا تھا۔اس لئے مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر نے ترجمہ قرآن کیلئے اپنی ذاتی دلچسپی سے ماؤری زبان میں عبور حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر کے ماؤری زبان میں عبور حاصل کرنے کے ارادہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر تھا جس میں آپ نے مجلس انصاراللہ کے ہر ممبر کے لئے ایک غیرملکی زبان سیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر اپنے آسٹریلیا میں قیام اور بعد ازاں نائیجیریا میں خدمت کے دوران اپنی ذاتی کوشش سے کتب اورلغات کی مدد سے کئی سال تک ماؤری زبان میں دسترس کیلئے کوشاں رہے اوران کا ماؤری زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کا ارادہ بھی پروان چڑھتا رہا۔اس دوران جلسہ سالانہ یوکے 1993ء کے موقعہ پرایک فیملی ملاقات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس امر کا ذکر ہوا کہ شکیل منیر صاحب قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ کررہے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ترجمہ قرآن ایک نہایت مشکل اور ذمہ داری کا کام ہے تاہم حضور رحمہ اللہ نے حوصلہ افزائی کی خاطر یہ بھی فرمایا کہ قبل اس کے کہ جماعت اس ترجمہ کے متعلق کوئی فیصلہ کرے انہیں دوسال مزید زبان سیکھنے میں صرف کرنے چاہئیں۔نیز آپؒ نے ہدایت فرمائی کہ زیادہ توجہ کلاسیکی (Clasical) زبان کی بجائے ماڈرن(Modern)ماؤری سیکھنے کی طرف ہونی چاہئے۔

اکتوبر 1998ء میں مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر نے اپنے ماؤری ترجمہ قرآن کے کچھ صفحات جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو کسی ماہر زبان سے چیک کروانے کیلئے بھجوائے۔جس ماہر زبان سے اس کی چیکنگ کروائی گئی اس نے ترجمہ کے معیار کے متعلق بڑی اچھی رائے کا اظہار کیا۔نومبر 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پرآپ نے سوآیات قرآنی کا ترجمہ نموننۃً مرکز بھی بھجوایا۔ ابتدا میں اس ترجمہ کے متعلق تسلی بخش رائے موصول نہ ہونے کی وجہ سے مرکز نے کسی پیشہ ور ترجمہ کرنے والے سے قرآن کریم کا ترجمہ کروانے کا پروگرام بنایا لیکن کوئی معیاری اور تسلی بخش ترجمہ کرنے والا نہیں مل سکا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم شکیل احمد منیر صاحب کے ذریعہ ہی ترجمہ کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے انہیں نیوزی لینڈ بھجوانے کا فیصلہ فرمایا کیونکہ ایک اور ماہر زبان Prof. Ray Harlow کی طرف سے بھی مکرم شکیل منیر صاحب کے ماؤری ترجمہ کے متعلق بڑی اچھی رائے مل چکی تھی۔اسی پروفیسر نے مکرم شکیل منیر صاحب کے نیوزی لینڈ کے ویزا کے حصول کیلئے بھی تعاون کیا۔

مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر کو، اپریل 2002ء تا دسمبر 2005ء، اپنے نیوزی لینڈ میں قیام کے دوران بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ ترجمہ قرآن کی تیاری کی توفیق ملی اور بعد میں پاکستان واپس جاکر بھی وہ اس کام کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔ نیوزی لینڈ میں ان کے قیام کے دوران مکرم محمد اقبال صاحب اور مکرم محمد شاہد صاحب کوان کی خصوصی معاونت کی توفیق ملی۔ان دونوں دوستوں کو مکرم شکیل منیر صاحب کے ساتھ ایک ترجمہ کمیٹی کی صورت میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ترجمہ کی ٹائپنگ اوراسی طرح قرآن کریم کے عربی متن کے ساتھ اس کی سیٹنگ کا کام مکرم محمد شاہد صاحب نے سرانجام دیا جبکہ نظر ثانی کے لئے مختلف ماہرین زبان کے ساتھ رابطہ اور پرنٹنگ وغیرہ کے انتظامات کرنے کی توفیق مکرم محمد اقبال صاحب کو حاصل ہوئی۔اسی طرح اس کام کے آغاز سے ہی جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے نیشنل صدر صاحبان بھی یکے بعد دیگرے اس کام کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون کی توفیق پاتے رہے جن میں مکرم بشارت احمد خان صاحب اور مکرم عثمان دین صاحب کے نام نمایاں ہیں۔

ترجمہ کی نظر ثانی کے سلسلہ میں ایک بڑی مشکل جس کا سامنا کرنا پڑا یہ تھی کہ ماہرین زبان بار بار بدلتے رہے اور چھوٹے سے ترجمہ کی چیکنگ کے لئے بھی بہت وقت لگ جاتا تھا۔اسی طرح ماؤری لوگ اپنے عقیدہ کو بھی سامنے رکھتے ہوئے ترجمہ اپنے طریق کا کرڈالتے تھے جس کی وجہ سے ترجمہ دوبارہ درست کرنا پڑتا تھا۔

ماؤری ترجمہ قرآن کیلئے مترجم نے بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اردو ترجمہ قرآن اور حضرت مولانا شیرعلی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کو پیش نظر رکھا ہے۔ان تراجم کے علاوہ بعض دیگر تراجم کو بھی مدنظر رکھا گیا۔اس ترجمہ قرآن میں ہر قرآنی سورت کے آغاز پر اس کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔

ماؤری ترجمہ قرآن (Volume - 1) کا ابھی تک ایک ایڈیشن ہی طبع ہوا ہے جو جون 2008ء میں Publishing Press Limited, Auckland, New Zealand سے ایک ہزار کی تعداد میں چھپ کر تیار ہوا ہے۔ اس ایڈیشن کی خوبصورت طباعت 165 mm X 235 mm سائز کے کاغذ پر ہوئی ہے۔ اس ترجمہ کی طباعت کے جملہ اخراجات کی ادائیگی کی سعادت بھی مترجم مکرم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر کو حاصل ہوئی ہے۔اسی طرح اس ترجمہ کی طباعت سے قبل نظر ثانی کرنے والے پیشہ ور ماہرین زبان کی اجرت وغیرہ کے جملہ اخراجات بھی مترجم نے خود ہی ادا کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والا ماؤری ترجمہ قرآن اس زبان میں پہلا ترجمہ قرآن ہے بلکہ جدید(Modern) ماؤری زبان میں ابھی تک بائبل کا ترجمہ بھی شائع نہیں ہوا۔ اس ترجمہ قرآن کی ابھی تک باقاعدہ تقریب رونمائی نہ ہونے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ترجمہ کو بہت شہرت مل چکی ہے ۔ چنداخبارات، جن میں سے ایک نمایاں اخبار Aucklander ہے، میں اس کے متعلق رپورٹس اور انٹرویو شائع ہو چکے ہیں۔اس طرح ایک ماؤری ریڈیو پر بھی مکرم ڈاکٹر محمد سہراب صاحب نیشنل صدر صاحب نیوزی لینڈ کا اس ترجمہ کے متعلق انٹرویو نشر ہوا ہے۔ماؤری لوگ بھی اس ترجمہ کو دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کرتے ہیں اوراس کے ذریعہ ان سے رابطے بھی بڑھ رہے ہیں۔

✡✡✡✡✡✡

سیرالیون میں اطفال وناصرات ڈے کا انعقاد

(سعید الرحمان ۔ امیر جماعت احمدیہ سیرالیون)

خدا تعالیٰ کے فضل سے سیرالیون جماعت کو 25/دسمبر 2009ء کا دن ''اطفال وناصرات ڈے'' کے طور پر منانے کی توفیق ملی۔جس میں 61 جماعتوں کے 3491 اطفال وناصرات نے شرکت کی۔

ان پروگراموں میں علمی مقابلہ جات کے ساتھ ساتھ کھیلوں کے مقابلہ جات بھی کروائے گئے ۔ 25/دسمبر کا دن اس لئے مقرر کیا گیا تھا تاکہ ہمارے بچے عیسائیوں کے تہوار کرسمس کے پروگراموں میں شامل نہ ہوں جس میں ڈانس اور بعض دوسری فضولیات ہوتی ہیں۔الحمدللہ یہ تجربہ کامیاب رہا۔جماعتوں کی طرف سے بھرپور تعاون کیا گیا۔بچوں کے علاوہ بڑے بھی ان پروگراموں سے بہت لطف اندوز ہوئے ۔ جماعت احمدیہ Mile 91 اور لوکوساما میں عیسائیوں کے بچے کرسمس کے پروگرام چھوڑ کر ہمارے پروگراموں میں شامل ہوئے۔

علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم،تقاریر، دینی معلومات اوراذان وغیرہ۔

ورزشی مقابلہ جات میں 100 میٹر، 200 میٹر اور 400 میٹر ریس، تین ٹانگ کی دوڑ، سیک ریس، نیڈل اور تھریڈ، رسّہ کشی اور Egg & Spoon ریس وغیرہ شامل تھیں۔

آخر میں ان مقابلوں میں اوّل اور دوم اور سوم آنے والے اطفال وناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔اور بچوں کو کھانا کھلایا گیا۔

ان پروگراموں کی وجہ سے تمام سیرالیون کی جماعتوں میں ایک خاص قسم کا جوش وجذبہ نمودار ہوا۔ خاص طور پر نومبائعین کے علاقہ میں والدین کی طرف سے بہت خوشی کا اظہار کیا گیا۔اور یہ بھی اظہار ہوا کہ ایسے پروگرام بار بار ہونے چاہئیں۔

اس پروگرام کی وجہ سے B.K.M چیفڈم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ احباب نے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔الحمدللہ

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

نماز میں حضورِ قلب حاصل کرنے کا طریق

ماہنامہ ''تشحیذالاذہان'' ربوہ جنوری 2008ء میں حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ کی کتاب سے ایک اقتباس شامل اشاعت ہے۔آپؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت نماز میں حضور اور لذت اور ذوق وشوق تضرع کیونکر پیدا ہووے؟ فرمایا: کبھی مکتب میں پڑھے ہو۔عرض کیا: ہاں پڑھا ہوں۔فرمایا: کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں، پھر کیا حال ہوا۔عرض کیا کہ میں پہلے تو برداشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور پسینہ پسینہ ہوگیا تو رو پڑا۔فرمایا: پھر کیا ہوا؟ عرض کیا: پھر استاد کو رحم آگیا اور خطا معاف کردی پھر پیار کرلیا۔فرمایا: یہی حالت نماز میں پیدا کرو،جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے۔تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہوگی اور اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہوگا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مارے گا پھر حضور اور خشوع وخضوع اور لذت اور ذوق وشوق پیدا ہوجاوے گا۔......قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہئے اور تہجد کی نماز ضرور پڑھنی چاہئے۔میں نے عرض کیا کہ سستی کا بھی کوئی علاج ہے فرمایا اس وقت غسل کرلیا کرو سستی دفع ہوجائے گی ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں۔نماز تہجد سے انسان مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے۔مقام محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے۔پھر فرمایا قوالی تو سنی ہوگی میں نے عرض کیا کہ ہاں ۔فرمایا وجد آیا۔عرض کیا کہ ہاں آیا۔فرمایا دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے قوالی کے بعد وجد نہیں آتا۔اسی طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہئے جو حقیقی وجد ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجد ہے جو آناً فاناً سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق شوق و وجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27/فروری 2008ء میں مکرم مبشر احمد محمود صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

روز رودادِ جاں کئی لکھنی
چھوڑ دی میں نے ڈائری لکھنی
خوں اگلنے لگے ہیں لوح و قلم
جب بھی چاہی ہے زندگی لکھنی
جس کا سننا بھی ناگوار تھا
آج وہ بات بھی پڑی لکھنی
حسنِ تقویمِ عالمِ کُن سے
ہم نے سیکھی ہے شاعری لکھنی

مکرم محمد یار صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5/مارچ 2008ء میں مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کے قلم سے محترم محمد یار صاحب کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔

محترم میاں محمد یار صاحب ولد میاں شیر محمد صاحب سکنہ سلانوالی 24/ستمبر 2007ء کو وفات پاگئے۔اونچا لمبا قد، بارعب چہرہ، احمدیت کا چلتا پھرتا نمونہ، نہایت صلح جو اور دعوت الی اللہ اُن کا اوڑھنا بچھونا تھا جس کے لئے سائیکل پر بیس بیس میل کا سفر کرتے۔بہت سی نیک روحوں کی ہدایت کا باعث بنے۔

روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور بچوں کو بھی پڑھاتے۔حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور دیگر دینی کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے۔صاحب رؤیا و کشوف تھے۔قبولیت دعا کا فیض حاصل تھا۔آپ پر اور آپ کی اولاد پر جماعتی کیسز بھی ہوئے لیکن کبھی حوصلہ نہیں ہارا۔خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھتے اور بے فکر ہوجاتے۔آپ کے بیٹے عزیز صاحب کا کیس تھا۔وکیل کا خیال تھا کہ مجسٹریٹ ضمانت نہیں لے گا۔آپ نے خود مجسٹریٹ کو احمدیت کے عقائد بتائے اور مخالفت کی وجہ بتائی کہ ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح موعود آچکا ہے۔مجسٹریٹ نے یہ بات سن کر ضمانت لے لی۔خدا تعالیٰ کی ہستی پر انتہائی یقین اور توکل تھا۔کہا کرتے تھے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ میں اپنے مولیٰ سے دعا مانگوں اور وہ اسے رد کردے۔

قبول احمدیت سے قبل آپ پیر منور دین صاحب کے مرید اور شاگرد تھے۔اُن کی محفل میں امام مہدی کی آمد اور خروج دجال وغیرہ کی باتیں ہوتیں۔جب آپ کی عمر پندرہ سال تھی تو پہلی بار آپ کو امام مہدی کی آمد کا علم اس طرح ہوا کہ آپ اناج لینے کے لئے دوسرے قصبہ ٹھٹھہ جوئیہ جانے لگے تو آپ کے والد نے کہا کہ وہ لوگ مرزائی ہوگئے ہیں اس لئے اپنے کام سے کام رکھنا، اُن کی باتیں نہ سننا کہ گمراہ ہوجاؤ۔لیکن جب یہ وہاں گئے تو وہاں محمد یار صاحب کے پاس حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے اور مولانا عباداللہ گیانی صاحب اور دو تین علماء بیٹھے ہوئے تھے۔اُن کے اصرار پر آپ نے اُن کی باتیں سنیں تو سچ معلوم ہوئیں۔سوالات بھی کئے اور چند کتب لے کر واپس آئے۔گھر پہنچ کر والد صاحب کو سارا قصہ بتایا کہ آپ تو اُنہیں کافر کہتے تھے لیکن اُن کی تو یہ باتیں ہیں کہ اعلیٰ اخلاق ہیں، پاکیزہ گفتگو ہے، دلنشیں دلائل ہیں۔قرآن وحدیث سے باہر گفتگو نہیں کرتے۔اس پر ان کے والد کہنے لگے اسی لئے میں نے تمہیں ان سے ملنے سے منع کیا تھا۔

انہوں نے آپ کو جلسہ سالانہ پر ربوہ آنے کی بھی دعوت دی۔اِس دعوت کو آپ نے اپنے والد سے چھپایا لیکن اُنہیں کسی طرح علم ہوگیا اور انہوں نے آپ کو روکنے کی بہت کوشش کی۔جب آپ نہ مانے اور کہنے لگے کہ میں مجروں وغیرہ پر چلا جاتا ہوں اگر ربوہ ہوآؤں تو آخر حرج کیا ہے؟ آپ کا اصرار دیکھ کر آپ کے والد کہنے لگے: اچھا! پھر تم نہ جاؤ تمہاری عمر کم ہے میں جاتا ہوں۔چنانچہ آپ کے والد ربوہ گئے اور جلسہ سننے اور ماحول دیکھنے کے بعد بیعت کرکے واپس آئے۔حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر بھی لے آئے۔آپ نے دیکھی تو کہا: یہ جھوٹے نہیں ہوسکتے۔بار بار تصویر کو چوما، محبت سے سینے سے لگایا اور بیعت کرلی۔آپ کے احمدیت قبول کرتے ہی مخالفت کا ایک طوفان اٹھا۔کاروبار کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔گھر جلانے کے لئے مخالفین تیل کے کنستر لے کر آگئے۔لیکن خدا تعالیٰ نے جانوں کی بھی حفاظت کی، مکان بھی بچایا اور کاروبار کو بھی خوب ترقی دی۔

آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد اسلم شہزاد صاحب معلم وقف جدید ہیں۔

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25/فروری 2008ء میں مکرم منصور احمد صاحب کے قلم سے اُن کی والدہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کا ذکرخیر شامل ہے۔

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ 1917ء میں رام داس ضلع امرتسر میں محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب آف گوجرہ کے ہاں پیدا ہوئیں۔پانچ سال کی عمر میں والدہ کی شفقت سے محروم ہوگئیں۔مڈل JV کا امتحان 1942ء میں پاس کیا اور گھریلو حالات کے پیش نظر تدریس کا پیشہ اختیار کرلیا اور قریباً 34 سال تک اس پیشہ سے وابستہ رہیں۔ہمیشہ مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بوجوہ ہیڈمسٹریس بننے سے کئی بار معذوری ظاہر کی۔

آپ نے نہایت سادہ مگر صاف ستھری زندگی بسر کی اور معاشرہ میں بہت عزت سے پہچانی جاتی تھیں۔آغاز میں لمبا عرصہ غربت میں بہت صبر سے گزار۔پھر کشائش آئی تو غرباء کی ہر طرح مدد کی۔

آپ نے 1950ء میں ہی 1/8 حصہ کی وصیت کرلی تھی۔بوقت وفات زائد ادائیگی کی ہوئی تھی۔تحریک جدید کی پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔دیگر چندوں میں بھی دل کھول کر حصہ لیتیں۔آپ کے شوہر بھی تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے چندہ کو آپ نے زندہ رکھا۔ آپ نے ساری زندگی پردہ کی پابندی کی۔نماز اور تلاوت قرآن سے محبت تھی۔صحت کی حالت میں روزہ ضرور رکھتیں۔سلسلہ کالٹریچر زیر مطالعہ رہتا۔

آپ کے شوہر محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ابن محترم فیروزالدین امرتسری صاحب 14/فروری 1914ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔پیدائشی احمدی تھے۔1957ء میں لاہور میں بطور ٹیچر ملازم ہوئے اور 1970ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔آپ باریش اور صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ مزاج اور صابر شخص تھے۔لمبا عرصہ امام الصلوٰۃ رہے۔1983ء میں وفات پائی۔

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کی وفات 30/مارچ 2006ء کو 88 سال کی عمر میں ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

مکرم ملک محمود احمد صاحب آف لاہور

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/مارچ 2008ء میں مکرمہ ع۔ص صاحبہ نے اپنے والد محترم ملک محمود احمد صاحب آف لاہور کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرم ملک محمود احمد صاحب 1923ء میں کھارا میں پیدا ہوئے۔آپ پیدائشی احمدی تھے۔بیس سال تک سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔قرآن و حدیث کا بہت مطالعہ تھا۔تمام تحریکات میں حصہ لینے میں ہمیشہ پہل کرتے۔دعوت الی اللہ کا جذبہ بہت خوب تھا۔دل کے حلیم، ہر ایک کے ہمدرد اور نہایت سخی تھے۔1974ء میں بہت سے لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور کہا کہ احمدیت ترک کردو ورنہ مرنے کے لئے تیار ہوجاؤ۔کچھ دیر میں ایک آدمی وہاں آیا اور اُن لوگوں کو برا بھلا کہنے لگا کہ تم اس آدمی کو مارنا چاہتے ہو جو ایک بزرگ شخصیت ہے۔میں لوگوں سے قرض لیتا تھا اور میرا سود دن بدن بڑھتا جارہا تھا۔انہوں نے اس شخص کو پیسے دے کر میرا قرض ادا کیا اور مجھ سے کبھی پیسے طلب نہ کئے۔

آپ کو اعتکاف بیٹھنے کا بہت شوق تھا۔وفات سے چند سال قبل جب آپ اعتکاف بیٹھے تو آپ کی آنکھوں میں موتیا بہت بڑھ چکا تھا۔آپ کی اِس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے میں قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرسکتا تُو میری مدد کر۔چنانچہ معجزانہ طور پر آپ کو قرآن کی تلاوت کرنے میں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

آپ نہایت ملنسار اور صاف گو تھے۔ہمسایوں اور ضرورتمندوں کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔وفات سے پانچ سال قبل فالج کا حملہ ہوا لیکن اس کے باوجود آپ نے پنجوقتہ نماز قائم کی۔ہمیشہ باوضو رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کیں۔1974ء میں ایک بیٹے کی وفات کا صدمہ بڑے صبر سے برداشت کیا۔اپنی وفات سے متعلق پہلے ہی اپنے بچوں کو بتادیا تھا۔12 نومبر 2007ء کو آپ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا جنوری و فروری 2008ء میں مکرم میر اللہ بخش صاحب کی حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں کہی ہوئی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تو مہدئ موعودؑ کا فرزندِ گرامی
تو شوکتِ اسلام کا سرمست پیامی
اسلام کی دنیا میں اشاعت تیرا مقصود
اے مصلح موعودؓ

دشمن نے وہ سب کچھ کیا اس سے جو بَن آیا
ہر رنگ میں طوفان عداوت کا اٹھایا
آتے ہی تیرے سامنے ہر شے ہوئی نابود
اے مصلح موعودؓ

اللہ نے تجھے کلمۂ تمجید سے بھیجا
رحمت سے روانہ کیا تائید سے بھیجا
تو اس کی غیوری سے زمانے کا ہے محمود
اے مصلح موعودؓ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
26th February 2010 – 4th March 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 26th February 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:05 Insight & Science and Medicine Review
01:40 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th September 1996.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Historic Facts
04:00 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses. Recorded on 22nd July 1994.
04:45 Jalsa Salana UK 2005: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, recorded on 29th July 2005.
05:40 Blessings of Khilafat
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 29th April 2007.
08:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 84.
08:35 Siraiki Service
09:25 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 18th January 1994.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat-un-Nabi (saw)
12:00 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Reply to Allegations
15:20 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Friday Sermon [R]
17:20 Peace Symposium [R]
17:35 Le Francais C'est Facile [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Insight & Science and Medicine Review
21:05 Friday Sermon [R]
22:25 American Museum of Natural History
23:05 Reply to Allegations [R]

Saturday 27th February 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th September 1996.
02:50 MTA World News & Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 26th February 2010.
04:25 Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana UK 2005: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 30th July 2005.
07:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 24th May 1997.
09:15 Friday Sermon [R]
10:20 Indonesian Service
11:20 French Service
12:20 Tilawat & Yassarnal Qur'an
12:45 Live Intikhab-e-Sukhan
13:20 Shotter Shondhane
14:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 29th April 2007.
16:00 Khabarnama
16:10 Live Rah-e-Huda: interactive talk show
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:30 Shotter Shondhane
20:00 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:10 Rah-e-Huda [R]
23:40 Friday Sermon [R]

Sunday 28th February 2010

00:50 MTA World News & Khabarnama
01:15 Seerat-un-Nabi (saw)
01:55 Tilawat
02:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th September 1996.
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:35 Friday Sermon: rec. on 26th February 2010.
04:35 Faith Matters
05:35 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class, with Huzoor recorded on 6th May 2007.
07:40 Faith Matters [R]
09:05 Jalsa Salana UK 2005: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 31st July 2005.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Friday Sermon [R]
14:00 Shotter Shondhane: Live Bengali discussion programme
15:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 6th May 2007.
16:45 Khabarnama: daily international Urdu news.
17:00 Faith Matters [R]
18:05 MTA World News
18:30 Shotter Shondhane [R]
20:05 Arabic Service
20:40 The Gardens of Casa Loma
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class [R]
22:25 Friday Sermon [R]
23:30 Success Stories

Monday 1st March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05 Yassarnal Qur'an
01:25 International Jama'at News
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd October 1996.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Friday Sermon: rec. on 26th February 2010.
04:45 Gardens of Casa Loma
05:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 12th March 1995.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Bustan-e-Waqfe class with Huzoor, recorded on 20th February 2010.
08:05 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th April 1999.
09:10 Seerat-un-Nabi (saw)
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Rec. on 25/12/2009.
11:05 MTA Variety: a speech delivered by Mubasher Ahmad Kahloon.
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon
15:15 MTA Variety [R]
16:00 Khabarnama
16:15 Gulshan-e-Waqfe (Atfal) class [R]
17:35 Le Francais C'est Facile
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd October 1996.
20:40 International Jama'at News
21:15 Gulshan-e-Waqfe (Atfal) class [R]
22:15 MTA Variety [R]
23:05 Seerat-un-Nabi (saw) [R]

Tuesday 2nd March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd October 1996.
02:40 Le Francais C'est Facile
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:25 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th April 1999.
04:30 MTA Variety
05:15 Jalsa Salana Germany 2009: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 27th August 2005.
06:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 1st April 2007.
08:10 Question and Answer Session: rec. on 26th March 1995. Part 2.
09:40 Sustainable Engineering for Developing Countries
10:15 Indonesian Service
11:15 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 22nd May 2009.
12:10 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:55 Yassarnal Qur'an
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th March 2007.
14:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Question and Answer Session [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
17:55 Historic Facts
18:30 MTA World News
18:40 Arabic Service
20:45 Insight & Science and Medicine Review
21:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
22:25 Lajna Imaillah Ijtema [R]
23:05 Intikhab-e-Sukhan

Wednesday 3rd March 2010

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:55 Yassarnal Qur'an
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 29th October 1996.
02:15 Learning Arabic
02:40 MTA World News & Khabarnama
03:10 Question and Answer Session: rec. on 26th March 1995. Part 2.
04:40 Sustainable Engineering for Developing Countries.
05:15 Lajna Imaillah Ijtema: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th March 2007.
06:05 Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:35 Ken Harris' Oil Painting
07:00 Children's class with Huzoor recorded on 26th May 2007.
08:00 Waqf-e-Nau Tarbiyyati Class
09:10 Question and Answer Session: rec. on 26th March 1995. Part 2.
10:35 Indonesian Service
11:35 Swahili Service
12:40 Tilawat
12:50 Yassarnal Qur'an
13:15 From the Archives: Friday sermon delivered on 13th June 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of the persecution of the Ahmadiyya Muslim Community.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 22nd August 2004.
16:30 Children's class [R]
17:25 Khabarnama
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 Question and Answer Session [R]
19:30 MTA World News
19:45 Arabic Service
20:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th September 1996.
21:50 Jalsa Salana Germany 2004 [R]
23:05 From the Archives [R]

Thursday 4th March 2010

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th October 1996.
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:25 From the Archives: Friday sermon delivered on 13th June 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of jealousy.
04:25 Ken Harris Oil Painting
04:45 Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 22nd August 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 27th May 2007.
08:05 Faith Matters
09:00 English Mulaqat: mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Rec. on 25th February 1996.
10:10 Indonesian Service
11:10 Pushto Muzakrah
11:55 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:25 Yassarnal Qur'an
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 22nd January 2010.
14:00 Shotter Shondhane: Bengali discussion programme, recorded on 25th February 2010.
15:05 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, Class no. 304.
16:05 Khabarnama
16:20 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:45 Tarjamatul Qur'an Class
22:50 Jalsa Salana Scandinavia 2005: Second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from the Ladies Jalsa Gah. Recorded on 17th September 2005.

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 Friday 19 February, 2010 Issue No. 08

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

جماعت احمدیہ جرمنی کی ایک روزہ مجلس شوریٰ کا انعقاد۔ ممبران شوریٰ کے فرائض اور مختلف انتظامی وتربیتی امور سے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت اہم زرّیں ہدایات جو تمام ممالک کی جماعتوں اور مجالس شوریٰ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

20؍دسمبر 2009ء بروز اتوار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سات بج کر بیس منٹ پر ''مسجد بیت السبوح'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی شوریٰ کا انعقاد

آج پروگرام کے مطابق جماعت احمدیہ جرمنی کی یک روزہ مجلس شوریٰ کا انعقاد ہو رہا تھا۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر بلایا گیا تھا۔ اس اجلاس کا انعقاد بیت السبوح میں ہوا۔

گیارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل شوریٰ کے تمام ممبران اپنی نشستوں پر موجود تھے۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مشہود احمد صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے کی اور بعدازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران مجلس شوریٰ سے خطاب فرمایا اور انہیں زرّیں ہدایات سے نوازا اور ان کی رہنمائی فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ہدایات تمام ممالک کی جماعتوں اور مجالس شوریٰ کے لئے مشعل راہ ہیں اور تمام نمائندگان کے لئے رہنمائی کا موجب ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شوریٰ کے اس اجلاس کے آغاز میں ممبران مجلس شوریٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''یہ شوریٰ جو اس دفعہ مَیں نے خود کہہ کر بلوائی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے سے مجھے جماعت احمدیہ جرمنی کے مختلف افراد کی طرف سے، انتظامیہ کے متعلق یا امیر صاحب کے متعلق یا مختلف مرکزی اور مقامی لوگوں کے متعلق شکایات آرہی تھیں۔ شکایت کرنے والے اکثر اپنا نام نہیں لکھتے۔ جس سے ظاہر ہے کہ شکایت کرنے والا یا تو بزدل ہے یا جھوٹا ہے۔ اس لئے پہلی بات جو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے اور ہر احمدی کا یہ ایک فرض ہے کہ جب بھی کوئی برائی دیکھے، خاص طور پر جس سے جماعتی نظام متأثر ہو رہا ہو، جس سے جماعت کے وقار پر اثر پڑ رہا ہو، جہاں بعض افراد دوسروں کے سامنے جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہوں تو اس کی اطلاع ضرور کرنی چاہئے۔ اور یہ شکایت نہیں ہے بلکہ ایک اصلاحی قدم ہے۔ اور اس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ لیکن یہ جرأت بہرحال ہونی چاہئے کہ جو شکایت کرنی ہے وہ جرأت سے کی جائے، کھل کر کی جائے۔ اپنا نام ظاہر کر کے کی جائے۔ کئی دفعہ مَیں خطبات میں یہ بات کہہ چکا ہوں بلکہ یہ تو جماعت احمدیہ کا طریق ہے۔ ہمیشہ خلفاء یہی کہتے رہے ہیں کہ شکایت کرنے والا اپنا نام لکھے۔ اور زیادہ بہتر ہے کہ نہ صرف اپنا نام لکھے بلکہ امیر کی وساطت سے لکھے اور اگر یہ خوف اور خطرہ ہے کہ امیر جماعت کی وساطت سے مجھے جو شکایت لکھی جا رہی ہے یا امیر جماعت کو نیشنل امیر کو مقامی عہدیدار کے متعلق جو شکایت لکھی جارہی ہے وہ اگر اس مقامی عہدیدار کی وساطت سے لکھی جائے تو نہیں پہنچائے گا یا امیر جماعت، نیشنل امیر مجھے نہیں پہنچائیں گے تو براہ راست بھی درخواست لکھی جاسکتی ہے۔ حالات لکھے جاسکتے ہیں صورت حال لکھی جاسکتی ہے۔ اور پھر اس کی ایک کاپی نیشنل امیر کو بھجوائی جاسکتی ہے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ بحیثیت ممبران شورٰی آپ میں سے اگر کوئی کسی بھی قسم کی بات لکھتا ہے شکایت لکھتا ہے تو اس اصول کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ آپ لوگ ممبران شوری صرف اس لئے نہیں بنائے گئے کہ سال میں ایک شوری ہوئی اس کے لئے آپ کو منتخب کیا گیا یہاں آئے آپ نے تجاویز دیں۔ اور دو دن یا ایک دن کے بعد یہ اجلاس برخواست ہوا اور آپ گھر جا کر بیٹھ گئے۔ بلکہ جو بھی یہاں تجاویز دی جاتی ہیں۔ ان پر بحث ہوتی ہے۔ ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے لائحہ عمل بنایا جاتا ہے۔ اس کو Implement کرنے کے لئے اس پر عمل درآمد کروانے کے لئے آپ لوگ بھی اسی طرح ذمہ وار ہیں جس طرح متعلقہ عہدیدار یا متعلقہ جماعت کے اس شعبہ کے سیکرٹری ذمہ وار ہیں۔ کیونکہ آپ کا یہ شورٰی کا ایک ممبر ہونا ایک عہدہ ہے جو ایک سال کے لئے قائم رہتا ہے جب تک کہ نئے سال کا انتخاب نہیں ہو جاتا۔ اس لئے جماعت کے اندر ہر برائی کو جب بھی آپ محسوس کرتے ہیں تو اس کے سد باب کے لئے آپ لوگوں پر بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا ایک عاملہ کے ممبر پر فرض ہے۔ آپ لوگوں کا یہ کام ہے کہ مقامی عاملہ کی جہاں جہاں آپ رہتے ہیں اور اگر مرکزی طور پر کوئی چیز دیکھتے ہیں تو مرکزی عاملہ کی اس بارے میں ان باتوں پر عمل درآمد کروانے کے لئے مدد کریں جن کے متعلق آپ فیصلہ کر چکے ہیں۔ اپنا بھرپور تعاون پیش کریں اور اپنے آپ کو اسی طرح ذمہ دار سمجھیں جس طرح متعلقہ عہدیداران۔ جیسا کہ مَیں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے۔ اور پھر چونکہ جماعت میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ عہدیدار اس طرح نہیں ہیں جس طرح تین سال کے لئے منتخب شدہ عہدیداران ہیں اس لئے بہت ساری باتیں ممبران شوریٰ کے سامنے لوگ آزادی سے کر دیتے ہیں۔ پھر آپ لوگوں میں سے مختلف طبقات کے ہیں نوجوانوں میں سے بھی ایک کچھ فیصد یا کچھ شرح سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ عہدیداران کے علاوہ بہت سارے ایسے ہوتے ہیں جو شوری کے ممبران منتخب کئے جاتے ہیں آپ کے سامنے بہت ساری باتیں آجاتی ہیں۔ لوگ بعض دفعہ کر بھی لیتے ہیں یہ خیال کر کے کہ آپ عہدیدار نہیں ہیں اور چلو ان کو بھی بیچ میں اپنے کام میں شامل کرلو۔ اگر تو وہ جماعت کی بہتری کا کام ہے تو بڑی اچھی بات ہے شامل ہو کر اس تجویز کو آگے پہنچانا چاہئے۔ لیکن اگر آپ یہ دیکھیں کہ کہیں بھی وہ بات جماعت کے لئے فتنہ کا باعث بن سکتی ہے یا ہم اس طرف جا رہے ہیں کہ جہاں جماعت کی بدنامی ہوگی یا جماعت کی ترقی میں روک پیدا ہوسکتی ہے۔ تو اگر آپ کے پاس اتنی جرأت ہے کہ اس کا سدّ باب کرسکیں تو وہیں بات کو سمجھا کر اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ سختی سے نہیں۔ اور اگر سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ اب آگے بڑھ گیا ہے تو پھر نیشنل امیر تک اور اگر سمجھتے ہیں کہ نیشنل امارت میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا مجھ تک پہنچائیں۔ یہ آپ لوگوں کا فرض ہے۔ اور ایک سال کے لئے آپ لوگوں کی یہ ڈیوٹی ہے۔ اسی تصور کو قائم رکھنے کے لئے میرا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مَیں دوبارہ آپ کو یہاں بلاؤں تا کہ احساس پیدا ہو کہ آپ منتخب شدہ عہدیدار پورے سال کے لئے ہیں''۔

حضور انور نے فرمایا:

''بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو جن کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔ جب میں تحقیق کرتا ہوں تو اس میں سے کچھ بھی نہیں نکلتا۔ بہت ساری ایسی باتیں ہیں کہ اگر یہاں مرکزی طور پر امیر کو کہہ کر حل کر لی جائیں تو ان سے ایک تو یہ ہے کہ جماعت کی بدنامی نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ ہے کہ جو کمزور ایمان کے ہیں یا کمزور طبائع کے اس لحاظ سے ہیں کہ ذرا سی بات کو وہ ایشو بنا لیتے ہیں ان کی بھی اصلاح فوری طور پر ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر بات کو بڑھاتے چلے جائیں، برائیوں کی ہاں میں ہاں میں ملاتے چلے جائیں تو برائیاں اس سے رکا نہیں کرتی پھیلتی چلی جاتی ہیں۔

آج کل یہ جو طریق کار اختیار ہوا ہے دنیا میں، کہ پہلے برائی کو اتنا ظاہر کرو، اور ٹی وی بھی پیش کرتا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں